# نوے (۹۰) منتخب احادیث پر مشتمل

## غیر ملکیوں کے لیے حفظ حدیث کا
## پانچواں انعامی مقابلہ (۱۴۳۸ھ)

اعداد

ڈاکٹر مرتضی بن عائش

ترجمہ

ابو اسعد قطب محمد الاثری

نظر ثانی

ذاکر حسین وراثت اللہ

اشراف: شعبۂ جالیات

اسلامک پروپیگیشن آفس، ربوہ، ریاض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

الحمد لله ﴿ٱلَّذِىٓ أَرۡسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلۡهُدَىٰ وَدِينِ ٱلۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦۚ﴾[1] والصلاة والسلام على خاتم النبيين، نبينا محمد ، وعلى آله وأصحابه وأتباعه إلى يوم الدين؛ أما بعد:

اسلام دنیاوی واخروی سعادت مندی کا دین ہے ،یہی وجہ ہے کہ وہ فردی،خاندانی اور معاشرتی ودینی زندگی میں سعادت مندی کی راہوں کی نشاندہی کرتا ہے ،اور جملہ انسانی معاشرے میں ظلم و سرکشی کو یکسر رد کرتا ہے،انسانی بدبختی کی جھلک جو ہم جگہ بہ جگہ دور حاضر میں مشاہدہ کر رہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ صحیح اسلامی روح سے دوری اور کنارہ کشی ہے،اسی کے پیش نظر ہم تمام بھائیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ بڑھ کر حقیقی معنوں میں اس

---

(1) سورة الفتح، جزء من الآية ٢٨.

دین عظیم کو اپنے گلے سے لگائیں، اور اسے حرز جان بنائیں جسے لیکر ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ جلوہ فگن ہوئے، لو یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے منتخب گلدستہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، تاکہ مکمل صدق واخلاص کے ساتھ تعظیم اور محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی اتباع بجالائیں۔

قارئین کرام! سنت سے ہمارا کیا مقصد ہے؟ جواباعرض ہے کہ سنت ہی حدیث رسول کا نام ہے، اور حدیث آپ ﷺ کے اقوال وافعال اور احوال کو کہتے ہیں، یاہم یہ کہتے ہیں کہ سنت ہی حدیث ہے، اور وہ جس قول وفعل اور اقرار وصفت کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی جائے وہ حدیث کہلاتی ہے۔

احادیث سے مستنبط علمی فوائد مشہور عالم امام شرف الدین یحیی بن شرف نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، اور علامہ عبداللہ البسام کی کتابوں سے ماخوذ ہے، اللہ تعالیٰ دین اسلام کی اس عظیم خدمات پر انہیں بہترین بدلہ عطافرمائے۔

اس کتاب میں بعض علمی اور دعوتی مسائل کے استنباط کی بھی تھوڑی کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالی اسے قبول فرمائے، آمین۔

رسالہ میں موجود احادیث میں سے جو صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا کسی ایک میں ہے تو اس کی صحت پر اتفاق ہے ، اور سنن اربعہ

(ابو داود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) وغیرہ سے نقل کی گئی احادیث پر احکام کو علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے، سنن ترمذی کی حدیث میں امام ترمذی کے احکام کو بھی ذکر کیا گیا ہے کیوں کہ وہ اس فن حدیث کے مشہور اور قابل امام ہیں، اللہ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

حدیث کے جمع وانتخاب میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ وہ موضوعی طور پر عقیدہ، شریعت اور اخلاق سے متعلق ہوں، اور اسے پانچوں زمروں میں اس لیے تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ کسی بھی زمرہ میں شرکت کرنے والا اس 1438ھ میں منعقد ہونے والے مسابقہ میں موضوعی احادیث سے محروم نہ ہو۔

اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے، اور اسے نفع بخش بنائے، إنه سميع مجيب۔

میں فضیلۃ الشیخ خالد بن علی ابا الخیل (مدیر المکتب التعاونی للدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالربوہ فی الریاض) کی خدمت میں گلدستہ تشکر وامتنان پیش کرتا ہوں جن کے عمدہ مشورہ اور رہنمائی نے ہمیں اخلاص، دقت اور حکمت کے ساتھ دعوت ربانی کے میدان میں ہر نفع بخش کوششوں پر آمادہ کیا۔

اسی طرح ہم فضیلۃ الشیخ ناصر بن محمد الہویش (مدیر قسم الدعوۃ وتوعیۃ الجالیات بالمکتب) کی خدمت میں ہدیہ شکر وسپاس پیش کرتے ہیں جن کے سچے

جذبے اور مسلسل ہمت افزائی سے اس کتاب کی تیاری اور متعدد زبانوں میں اس کے تراجم کی نشر و اشاعت عمل میں آئی، اور بالخصوص حدیث شریف کا یہ پانچواں انعامی مقابلہ برائے جالیات (1438ھ) انہی کی کاوشوں کا اصل مرہون منت ہے۔

اخیر میں ان تمام احباب کی خدمت میں نذرانہ تشکر پیش ہے جنہوں نے اپنی رائے، کوشش یا مفید مشوروں سے ہماری رہنمائی فرمائی، خصوصاً ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ ہمارے ہی شعبہ جالیات میں کام کر رہے ہیں، اور ہمارے آفس سکریٹری جناب عبدالعزیز مضعوف حفظہ اللہ کو خوب خوب ہدیہ تشکر قبول ہو۔

اللہ تعالی تمام بھائیوں کو اسلام و مسلمانوں کی طرف سے دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں اور سعادتوں سے ہمکنار فرمائے۔

وصلى الله على نبينا محمد , وعلى آله و أصحابه , و أتباعه ,

والحمد لله رب العالمين.

***

□

## فضل الصدقة من الكسب الحلال الطيب

١ -عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلاَّ الطَّيِّبَ؛ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ١٤١٠، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٦٣ - (١٠١٤)، ).

## پاک وحلال کمائی سے صدقہ دینے کی فضیلت کا بیان

۱-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے کھجور کا ایک ٹکڑا بھی اپنی حلال کمائی سے صدقہ کیا، اور اللہ صرف حلال ہی قبول کرتا ہے، تو اللہ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے، پھر وہ اس کو صدقہ دینے والے کے حق میں بڑھاتا رہتا ہے، ٹھیک اسی طرح جسے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ بڑھ کر پہاڑ کے ہم مثل ہو جاتا ہے“۔

### فوائد:

۱۔دیگر تمام عبادتوں کی طرح صدقہ کا مقصد رضائے الٰہی کی جستجو ہو، اور اس میں خود غرضی اور ذاتی مصالح سے ادنی تعلق بھی نہ ہو۔

۲۔کسب حرام سے اپنے آپ کو دور رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے، وہ غضب الٰہی کا سبب بنتا

ہے اور ساتھ ہی بڑے بڑے نفسیاتی امراض جیسے بے پناہ بدترین لالچ ، انانیت ، بخالت ، اِحساس بد بختی اور بے چینی و بے اطمینانی کا پیش خیمہ ہے۔

۳-اس حدیث میں یمین (داہنے ہاتھ) کا ذکر آیا ہے کیونکہ فطری طور پر پسندیدہ چیزیں داہنے ہاتھ سے لی جاتی ہیں ، اللہ کے اَسماء اور صفات شرعی نصوص میں جس طرح آئیں ہیں ان پر بلا تحریف یا تعطیل یا تشبیہ یا تکییف ایمان لانا واجب ہے، ایسے ہی اللہ کے ہاتھ ہونے پر ایمان لانا واجب ہے جیسا اس کی عظمت و جلال کے شایان شان ہو۔

## راوی کا تعارف:

راوی اسلام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبد الرحمن بن صخر ہے،آپ کا تعلق یمن کے قبیلہ دوس سے ہے۔آپ بلی کے ساتھ کھیلتے تھے،اس لیے آپ کی کنیت ابو ہریرہ پڑ گئی۔آپ اپنے اہل و عیال کے لیے بکری چرایا کرتے تھے۔خیبر کی فتح کے سال (۷ھ) میں اسلام قبول کئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح لازم پکڑے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں کہیں جاتے وہ آپ کے ساتھ رہتے،طلب حدیث کے لیے غایت درجہ کی جدوجہد اور اہتمام کرتے، چنانچہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ علم سیکھا، یہاں تک کہ صحابہ میں سب سے زیادہ حدیث کی روایت کرنے والے بن گئے، آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد (۵۳۷۴) ہے۔آپ کا شمار مدینہ کے فقہاء میں ہوتا ہے۔آپ کی وفات (۵۷ھ) میں مدینہ میں ہوئی،اور بقیع میں مدفون ہیں۔

***

## الإسلام دين اليسر

٢ - عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: قَـالَ: النَّبِـيُّ ﷺ: "الْجَنَّـةُ أَقْـرَبُ إِلَـى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٤٨٨).

## اسلام آسانی والا دین ہے

2- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے، اور اسی طرح جہنم بھی“۔

### فوائد:

1- شراك النعل: جوتے کا وہ فیتا جو پیر کے اوپری حصہ پر ہوتا ہے،اور پیر سے انتہائی قریب ہوتا ہے، جب کسی قربت کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے تو اسے بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

٢۔اسلام سہولت و آسانی والا دین ہے اور اس کے عقائد بھی بڑے آسان ہیں جو ابہام اور گول مول باتوں سے پاک ہیں،اس کی عبادات میں بھی بڑی آسانیاں ہیں جو دشواریوں اور تھکا دینے والی مشقتوں سے انتہائی دور ہے،اور وہ بلند اخلاق کا حامل ہے جو فطرت کے عین مطابق اور عقل سلیم و عرف حسن کے تقاضوں کو اپنے دامن میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ سمیٹے ہوئے ہے۔

۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اخلاص اور فرمانبرداری کے ذریعہ جنت کا حصول آسان ہے، ایسے ہی ارتکاب معصیت اور خواہش نفس کی پیروی سے حصول جہنم بھی انتہائی آسان ہے، اسی وجہ سے معمولی بھلائی کے کام کی بجاآوری کو حقیر سمجھنا جائز نہیں، اور نہ ہی معمولی برائی کے اجتناب سے تساہل جائز ہے، کیونکہ اسے اس بات کا علم نہیں کہ کس نیکی کے پاداش میں اللہ اس پر اپنا رحم وکرم کرے اور کس گناہ کی وجہ سے اللہ اس پر ناراض ہو جائے۔

## راوی کا تعارف:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشہور اہل علم صحابہ میں سے ہیں، اور وہ حفاظ قرآن میں سے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جنگ یرموک میں -جو شام میں واقع ہوئی- شریک ہوئے، عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل کوفہ میں دین کے مسائل سکھانے کے لیے کوفہ بھیجا تھا، پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو وہاں کا گورنر مقرر فرمایا، پھر انہیں مدینہ واپس آنے کا حکم دیا۔ (۳۲ھ) میں مدینہ میں آپ کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال تھی، بقیع میں مدفون ہیں۔

***

## من أحكام الأضاحي

٣ - عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٥٦٥، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٧ - (١٩٦٦).

## قربانی کے بعض احکام

3-انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو چتکبرے اور سینگ دار تھے، آپ نے انھیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، اور بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا، اور اپنا پاؤں ان دونوں کی گردن پر رکھا، (تاکہ کاٹتے وقت تکلیف سے ہل نہ جائے)۔

### فوائد:

ا- الأملح: یعنی خالص سفیدی، اور بعض علماء لغت نے فرمایا کہ اس کا معنی چتکبرا ہے، اور اس کے علاوہ بھی چند معانی بیان کئے گئے ہیں۔

٢-ذبح کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھے، اور اس کے لئے بسم اللہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر پڑھنا زیادہ بہتر ہے، تو اس طرح پڑھے: بسم اللہ، اللہ اکبر۔

3-قربانی کے جانور کی شرط یہ ہے کہ وہ بهيمة الأنعام میں سے ہو یعنی اونٹ، گائے اور بکرے، اور بکرے ہی کے قبیل سے بھیڑ (دنبہ) اور بکری ہے، اور قربانی کے جانور کی ایک

دوسری شرط یہ بھی ہے کہ وہ تمام ایسے عیوب سے محفوظ ہو جو قربانی سے کافی ہونے سے روکنے والے ہوں،اس لئے جس کا کانا ہونا بالکل واضح ہو، جس کی بیماری ظاہر ہو، جس کی لنگڑاہٹ اس کی ہڈیوں سے نظر آئے،ایسا دبلا پن کہ جس کی ہڈیوں میں گوشت نہ ہو،قربانی کے لئے ایسے جانور کافی نہیں۔

## راوی کا تعارف:

ابو حمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے، ہجرت سے دس سال پہلے مدینہ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں اسلام قبول کئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہ کر تاوفات آپ کی خدمت کرتے رہے، پھر دمشق منتقل ہوگئے،اور پھر دمشق سے بصرہ کوچ کر گئے۔انہوں نے بہت زیادہ حدیثیں روایت کیں، جن کی تعداد ۲۲۸۶ ہے،(۹۷ھ) میں بصرہ میں وفات ہوئی،اس وقت ان کی عمر (۱۰۰) سال تھی۔

***

□

## كيفية متابعة الإمام في الصلاة

٤ - عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: "سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ، حَتَّى يَقَعَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا ، ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٩٠ ، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٩٨ - (٤٧٤).

## نماز میں امام کی اتباع کی کیفیت

4- براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہُ" کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی (سجدہ میں جانے کے لیے) اپنی پیٹھ نہ جھکاتا جب تک کہ آپ سجدہ میں گر نہ جاتے، اور جب آپ سجدہ میں چلے جاتے تو ہم لوگ آپ کے سجدہ میں جانے کے بعد سجدہ میں جاتے۔

### فوائد:

۱۔ کسی بھی رکن کی طرف مقتدی کا اس وقت تک منتقل ہونا جائز نہیں جب تک امام اس رکن تک پہنچ نہ جائے، سجدہ کے لئے اس وقت تک نہیں جھکے گا جب تک کہ امام اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دے، اور مقتدی اس وقت تک اپنے رکن کا آغاز نہیں کرے گا جب تک کہ امام کی آواز منقطع نہ ہو جائے اور یہ مقتدی پر لازم ہے کہ وہ امام سے تھوڑی سی تاخیر کرے۔

۲۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ مقتدی تکبیرہ تحریمہ اس وقت کرے گا جب امام تکبیرہ

تحریمہ کامل طور سے کہہ چکا ہوگا۔

۳۔ مقتدی اس وقت تک سلام نہیں پھیرے گا جب تک کہ امام دونوں طرف سلام پھیرنے سے فارغ نہ ہوجائے۔

## راوی کا تعارف:

براء بن عازب بن الحارث رضی اللہ عنہما ایک بڑے معروف فقیہ صحابی ہیں، آپ کی کنیت ابوعمارہ الانصاری الحارثی ہے، آپ کی ولادت ہجرت سے دس سال پہلے ہوئی، احادیث کی کتاب میں آپ سے (۳۰۵) احادیث مروی ہے۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار انصار صحابہ میں سے تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں اٹھارہ جنگوں میں شرکت کی، جنگ بدر کے موقع پر کم عمری کی وجہ سے آپ شریک جنگ نہ ہوسکے، اسی وجہ سے آپ نے پہلی بار جس جنگ میں شرکت کی وہ غزوہ خندق ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے بلاد فارس کے کئی فتوحات میں حصہ لیا، آپ کوفہ آئے اور وہیں گھر بنا کر سکونت پذیر ہوگئے۔

آپ کوفہ ہی میں ۸۰ سال سے کچھ زائد عمر میں (۷۱ یا ۷۲ھ) میں وفات پائے۔

***

## كيفية السلام للتحلل من الصلاة

٥ - عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ: كُنْتُ أَرَى رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى أَرَى بَيَاضَ خَدِّهِ. (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٩٩ - (٥٨٢)، ).

## نماز سے باہر نکلنے کے لئے سلام کی کیفیت

۵-سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے داہنے اور اپنے بائیں سلام پھیرتے دیکھتا تھا، یہاں تک کہ آپ کی گال کی چمک ودمک دیکھ لیتا تھا۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ نماز سے باہر آنے کے لئے نمازی ہر سلام میں اپنا چہرہ اپنے داہنے اور بائیں جانب اتنا موڑے گا کہ اس کے بغل میں موجود شخص اس کا رخسار دیکھ سکے۔

2-سلام کے وقت نماز سے باہر ہونے کے لئے نمازی کے لئے یہ مشروع ہے کہ دائیں وبائیں جانب چہرہ پھیرتے ہوئے کہے: السلام عليكم ورحمة الله، جیسا کہ حدیث میں یوں وارد ہوا ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِيْنِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الأَيْمَنِ، وَعَنْ يَسَارِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ، حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ الأَيْسَرِ.

(سنن النسائي، رقم الحديث ١٣٢٥ ، واللفظ له، وسنن أبي داود ، رقم الحديث ٩٩٦ ، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٢٩٥ ، وسنن ابن ماجه ، رقم الحديث ٩١٤ ، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

جب رسول اکرم ﷺ داہنی جانب سلام پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہتے تو آپ کے داہنے رخسار کی سفیدی دکھائی پڑتی،اور جب آپ بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہتے تو آپ کے بائیں جانب کے رخسار کی سفیدی نظر آتی۔

3-نماز سے باہر آنے کے لئے سلام کرنا نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، نماز سے باہر آنے (تحلل) کے لئے سلام کے علاوہ کسی اور طریقہ کو اختیار کرنا درست نہیں ہے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر علماء اسی بات کے قائل ہیں، سلام کرنا نماز میں ثابت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ہمیشہ یہی معمول رہا ہے،اور بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ نماز سے تحلل کے لئے سلام کرنا سنت ہے۔

## راوی کا تعارف:

آپ ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص جلیل القدر زہری قرشی صحابی ہیں آپ کی ولادت با سعادت ہجرت رسول سے 23 سال قبل مکہ میں ہوئی۔ وہیں آپ کی نشوونما ہوئی اور اسی

شہر میں آپ پروان چڑھے 'آپ بالکل ابتدائی دور میں مشرف بہ اسلام ہوئے،اس لئے آپ کا شمار اسلام قبول کرنے والے سابقین اولین میں ہوتا ہے اور آپ بزبان نبی جنت کی خوشخبری پانے والے خوش نصیبوں میں سے ایک ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مسلمانوں کا خلیفہ منتخب ہونے کے لئے جن چھ صحابہ کو مخصوص کیا تھا ان میں سے ایک آپ کا نام بھی تھا۔

☆آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی 'جنگ بدر اور دیگر غزوات میں پیش پیش رہے۔

☆آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کے چچا کی اولاد میں سے ہیں،اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ماموں جان کہہ کر پکارتے تھے،آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی ماموں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں کے سگے بھائی نہیں تھے۔

☆آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہادر شہسواروں میں سے تھے اور آپ کا شمار ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں بڑے مفکرین میں ہوتا تھا 'اور خلافت فاروقی و عثمانی میں آپ کوفہ کے گورنر مقرر ہوئے۔

☆بلاد فارس اور عراق کی جنگوں میں آپ نے اسلامی فوج کی قیادت کی اور قادسیہ میں اللہ کے فضل و کرم سے اہل فارس کو عظیم شکست دی اور آپ ہی کے ہاتھوں اللہ نے مدائن کو بھی فتح سے نوازا،آپ مستجاب الدعوۃ یعنی اللہ کے نزدیک جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں آپ ان میں سے تھے 'طوالت کے ڈر سے یہاں آپ کے پورے فضائل و مناقب کو حوالہ قرطاس نہیں کیا جاسکتا۔

☆بعد کے دور میں آپ نے قیادت و سیاست کو خیر آباد کہہ دیا'اور صحابہ کے مابین جو فتنے رونما ہوئے اس سے آپ نے اپنے آپ کو الگ تھلگ کر لیا'اور اپنے اہل وعیال کو یہ حکم دیا کہ ان کے پاس فتنوں کی خبریں قطعا نقل نہ کریں۔

☆حدیث کی کتابوں میں آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 270 ہے۔

☆آپ پست قامت تھے'مدینہ سے سات میل کی دوری پر واقع اپنی محل مقام عقیق میں 55 میں وفات پائے'آپ کو مدینہ لایا گیا'اور اس وقت مدینہ کے گورنر مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع غرقد میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا'وفات پانے والے مہاجرین میں آپ آخری مہاجر تھے۔

***

## التحذير من الرياء والسمعة

٦ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُماَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سَمَّعَ، سَمَّعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ رَاءَى، رَاءَى اللَّهُ بِهِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٧ - (٢٩٨٦)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٦٤٩٩).

## ریاکاری اور شہرت طلبی سے بچنے کا حکم

٦-ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے لوگوں کو سنانے کے لیے نیک کام کیا، اللہ اس کی ذلت قیامت کے دن لوگوں کو سنائے گا اور جو شخص دکھاوا کرے گا، اللہ اس کا دکھاوا کرے گا''۔

### فوائد:

١- الرياء: ایسا عمل جو ایک مسلمان اللہ کی خوشنودی کی غرض سے نہ کرے بلکہ اس سے اس کا مقصد لوگوں کو دکھا کر ان سے داد و تحسین اور ان کی زبانی خوب تعریفیں بٹورنا ہو۔

السمعة: اللہ سے اپنا عمل چھپائے اور لوگوں کے سامنے اسے خوب بیان کرے تاکہ لوگ اس کی تکریم کریں اور اسے بڑا سمجھیں۔

2-یہ حدیث ہمیں ریاکاری اور شہرت طلبی سے بچنے کی ترغیب دیتی ہے،

اس لئے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اپنے عمل میں اخلاص وللہیت پیدا کرے، اور اس سے لوگوں کی تعریف اور داد و تحسین کا آرزومند نہ ہو۔

3- ریاکاری و شہرت طلبی اللہ کے نزدیک عمل کے بربادی کے اسباب میں سے ہیں، ریاکاری کی سب سے قبیح قسم وہ ہے جو اصول ایمان سے متعلق ہو جیسے منافقین کی حالت، پھر اس کے بعد وہ ہے جو واجب عبادتوں کے اصول سے متعلق ہو جیسے اس شخص کی حالت کہ جو تنہائی میں اسے چھوڑنے کا خوگر ہو اور لوگوں کی مذمت کے خدشے سے لوگوں کے ساتھ اس کی ادائیگی میں پیش پیش ہو۔

## راوی کا تعارف:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مشہور اہل علم صحابیوں میں سے ایک ہیں، آپ حبر الامۃ (امت کے عالم) اور تفسیر کے امام ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ ہجرت سے تین سال پہلے بنو ہاشم کے گھاٹی سے نکلنے سے پہلے وہاں پیدا ہوئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازم پکڑے رہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت علم حاصل کیا، آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد ١٦٦٠ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر ١٣ سال تھی۔ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا۔ ٦٨ھ میں طائف میں آپ کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ٧٠ سال، اور ایک قول کے مطابق ٧١ سال، اور ایک دوسرے قول کے مطابق ٧٤ سال تھی۔

***

□

## من علامات المسيح الدجال

٧ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "الدَّجَّالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ"، ثُمَّ تَهَجَّاهَا: ك، ف، ر، "يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٠٣ - (٢٩٣٣)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٧٤٠٨).

## مسیح دجال کی چند نشانیاں

۷۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دجال ایک آنکھ کا مسیح یعنی کانا ہوگا۔اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا۔ پھر انھوں نے: ک،ف،ر، سے اس کے ہجے کیے، جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا“۔

### فوائد:

۱۔قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے قبل مسیح دجال کے خروج پر ایمان لانا واجب ہے، اور اس پر بھی کہ بلاد شام میں شہر تلابیب سے متصل مشرقی لد دروازہ کے پاس دمشق کے قریب عیسی علیہ السلام اسے قتل کریں گے۔

۲۔دجال کی نشانی: اس کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کی روشنی میں اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق بائیں آنکھ کانی ہوگی، ان میں سے ایک آنکھ بالکل سپاٹ ہوگی یا کامل طور پر مٹی ہوئی ہوگی اور اس پر

ایک دبیز چمڑا لٹکا ہوا ہوگا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، اور اس کا چہرہ بگڑا ہوا انتہائی بدصورت ہوگا، دجال کی صرف ایک آنکھ ہوگی وہ بھی عیب دار ہوگی، جو اپنے خانہ سے باہر ہوگی، انتہائی قبیح لگے گی اور وہ اسی سے دیکھے گا۔(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٩٠٢ وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢٧٣ - (١٦٩)، ورقم الحديث ١٠٤ - (٢٩٣٤)، ورقم الحديث ١٠٥ - (٢٩٣٤)، والله أعلم.

3- دجال کے پیشانی کی لکھاوٹ بالکل حقیقی لکھاوٹ ہوگی، اللہ تعالی نے اسے اس کے کفرو کذب اور باطل ہونے کی جملہ نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی بنائی ہے جسے اللہ تعالی ہر لکھنے اور نالکھنے والے مسلمان کے لئے ظاہر و آشکارا کرے گا۔

4-اسلام دین شفقت و رحمت اور تقوی اور بھلائی کے کاموں پر باہمی تعاون کا نام ہے اور اس کا لعنت و ملامت اور گالی گلوچ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

## راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:٣

***

□

## مِنْ آدَابِ سِقَايَةِ الْقَوْمِ

٨ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "سَاقِي الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٩٤ ، واللفظ له، وصحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ٣١١ - (٦٨١)، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## قوم کو کھلانے وپلانے کے اسلامی آداب

٨-ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پلانے والے کو سب سے آخر میں پینا چاہئے“۔

## فوائد:

١-جو شخص قوم کے کھلانے وپلانے کی ذمہ داری لے اس کے لئے اسلامی آداب یہ ہیں کہ وہ قوم کے معزز شخص سے آغاز کرے یا اپنے داہنے جانب سے، اور سب کو کھلانے پلانے سے فراغت کے بعد سب سے اخیر میں خود کھائے پیئے۔

2-اس حدیث میں بعض اسلامی آداب کی طرف واضح اشارہ ہے کہ جو کھانے پینے کی چیز تقسیم کرے تو وہ اپنی ذات کے لئے سب سے آخر میں لے چاہے وہ گوشت یا اس جیسی چیزیں ہو یا پھر پھل یا میٹھائیاں وغیرہ ہوں۔

3-اس حدیث میں اور اپنے سے شروع کرنے والی حدیث میں کوئی تعارض نہیں وہ حدیث عام ہے اور اپنے سے شروع کرنے والی حدیث خاص ہے۔

## راوی کا تعارف:

ابو قتادہ الحارث بن ربعی الأنصاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، آپ رسول اللہ کے شہسوار تھے، غزوہ بدر میں شرکت کے تعلق سے قدرے اختلاف ہے باقی تمام غزوات میں آپ نے شرکت کی ہے آپ دوران سفر رسول اللہ کی حفاظت و نگرانی کرتے تھے آپ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فارس کے جنگ میں اسلامی لشکر میں بھیجا تھا، آپ نے اپنے ہاتھوں ان کے بادشاہ کا قتل کیا، آپ کی تاریخ اور مقام وفات کے بارے میں قدرے اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کی وفات کوفہ میں 38ھ میں ہوئی، جب کہ دوسرے قول کے مطابق 54ھ میں آپ کا انتقال ہوا، اور آپ کی نماز جنازہ علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

***

## من آداب الشرب

٩ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلاَ يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ؛ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُوْدَ؛ فَلْيُنَحِّ الإِنَاءَ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيدُ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٤٢٧، وصححه الألباني).

## پینے کے آداب

٩-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی کچھ پیئے تو برتن میں سانس نہ لے، اور اگر سانس لینا چاہے تو برتن کو منہ سے علیحدہ کرلے، پھر اگر چاہے تو دوبارہ پیئے"۔

### فوائد:

١۔اس حدیث میں پانی و غیرہ پینے کے دوران برتن میں سانس لینے کی ممانعت ہے اور ایک دوسری حدیث جو (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٢٢ - (٢٠٢٨) واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٦٣١ ) میں وارد ہوئی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیتے تھے، ان دونوں حدیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، تو واضح ہو کہ پہلی حدیث میں برتن میں سانس لینے کی ممانعت ہے جبکہ دوسری حدیث کا مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ پانی وغیرہ تین سانس میں پیتے تھے، اور آپ برتن سے ہٹ کر سانس لیتے تھے۔

2- برتن میں سانس لینے کی عام ممانعت ہے اب برتن سے پینے والا چاہے تنہا ہو یا کئی لوگ ہوں، یہ اسلام کا مکارم اخلاق ہے،اور ساتھ ہی نظافت کا اعلی معیار ہے، اور شرب و نوش کی بلند تہذیب ہے ،کیونکہ بسااوقات برتن میں تھوک یا رینٹ وغیرہ گرنے کے امکانات ہوتے ہیں جو بدبو یا ناپسندیدگی کی باعث بنتے ہیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

## من المنهيات في الإسلام

١٠ -عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ﷺ أَنَّهُ اشْتَرَى غُلَامًا حَجَّامًا؛ فَقَالَ: "إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٩٦٢).

## اسلام میں منع کردہ امور

۱۰-ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: انھوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنا لگاتا تھا، پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکالنے کی اجرت، کتے کی قیمت اور رنڈی کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے،اور آپ نے سود لینے والے ، دینے والے ، گودنے والی ، گدوانے والی اور مورت بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

## فوائد:

۱- ایک بندہ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن میں اللہ کا خوف کھائے ، اسلامی تعلیمات کی پابندی کرے ، اس کی منع کردہ چیزوں سے مکمل اجتناب کرے ، حقیقت میں انسان کی دنیا وآخرت کی سعادت مندی کی یہی علامتیں ہیں۔

2-اسلام نے جائز وسائل اپناکر تجارت اور دیگر طریقوں سے حلال رزق کے حصول کی کوشش کی ترغیب دی ہے، حرام کردہ چیزوں کے ذریعہ حاصل شدہ کمائی کو حرام قرار دیا ہے ، اس کی مثال مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہے۔

3-اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ بدن کے کسی بھی حصہ پر گودنا گدوانا(ٹیٹو بنوانا)،اور ہر جان دار چیزوں کی تصویر کشی کرنا حرام وناجائز ہے۔

## راوی کا تعارف:

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ معروف صحابی رسول ہیں، آپ کا نام وہب بن عبداللہ السوائی الکوفی ہے، آپ وہب الخیر کے لقب سے معروف ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ بلوغت کی دہلیز تک نہیں پہنچے تھے، کتب احادیث میں آپ سے تقریبا(۴۵)حدیثیں مروی ہیں، آپ نے شہر کوفہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں سن ۷۴ھ میں وفات پائے، تاریخ وفات کے سلسلے میں کچھ اور بھی اقوال بیان کئے گئے ہیں، واللہ اعلم۔

***

## وجوب تلبية الدعوة

١١ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ دُعِيَ إِلَى عُرْسٍ أَوْ نَحْوِهِ فَلْيُجِبْ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٠١ - (١٤٢٩)، ).

## دعوت قبول کرناواجب ہے

۱۱-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو شادی کی یااسی طرح کسی اور چیز کی دعوت دی جائے تو چاہیے کہ وہ دعوت قبول کرے''۔

## فوائد:

1-اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جسے شادی یااس جیسی دوسری تقریبات میں بلایا جائے وہ اسے ضرور قبول کرے، کیونکہ اس میں شادی کرنے والے کی ہمت افزائی ہے، اس کے دل کو شاداں کرنا ہے، اور اس کی دعوت قبول کرکے اس کے نفس کو عمدہ بنانا ہے، عرس کا معنی شادی یا ولیمہ کا پروگرام اور تقریب ہے۔

2-اسلام حسن خلق اور تزکیہ نفس کا دین ہے جو معاشرے میں اور خاندانی افراد کے درمیان کینہ و کپٹ سے ہٹ کر پیار و محبت اور اتفاق و اتحاد کی فضا ہموار کرتا ہے اس لئے جو تقریبات اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں ایسی تقریبات میں شمولیت کے لئے اپنے بھائی کی دعوت کو ضرور قبول کرنا چاہئے۔

۳-دعوت ولیمہ ہو یا اس جیسی کوئی بھی دعوت ہو اس کے کھانے میں عیب نکالنا کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں، اگر پسند آئے تو تناول فرمالے اور اگر دل نہ چاہے تو چھوڑ دے۔

## راوی کا تعارف:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں، سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے بچپن ہی میں اپنے والد کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے، پھر اپنے والد سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے، پھر اس کے بعد سارے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، اسلامی فتوحات - جیسے مصر، شام، عراق، بصرہ، فارس - میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آپ دلیر اور حق گو تھے۔ آپ کا شمار اہل علم صحابیوں میں ہوتا ہے۔ آپ سے روایت کردہ حدیثوں کی تعداد (۲۶۳۰) ہے۔ عبادت و بندگی اور تقوی و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ (۸۶) سال کی عمر میں مکہ میں (۷۳ھ) میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

## فضل صلاة العشاء والصبح في الجماعة

١٢ - عَـنْ عُثْمَـانَ بـنِ عَفَّـانَ ﷛ قَـالَ: سَـمِعتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُـوْلُ: "مَـنْ صَـلَّى العِشَـاءَ فِـيْ جَمَاعَـةٍ؛ فَكَأَنَّمَـا قَـامَ نِصْـفَ اللَّيْـلِ، وَمَـنْ صَـلَّى الصُّـبْحَ فِـيْ جَمَاعَـةٍ؛ فَكَأَنَّمَـا صَـلَّى اللَّيْـلَ كُلَّهُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٦٠ - (٦٥٦)، ).

## صلاۃ عشاء اور فجر باجماعت پڑھنے کی فضیلت

۱۲- عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے عشاء کی صلاۃ جماعت کے ساتھ پڑھی وہ گویا پوری رات صلاۃ پڑھتا رہا ،اور جس نے فجر کی صلاۃ جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے گویا پوری رات صلاۃ پڑھی“۔

## فوائد:

1- اسلام صلاۃ عشاء اور فجر کو دوسری فرض نمازوں کی طرح پورے اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۲- اس حدیث میں صلاۃ عشاء اور فجر باجماعت پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، تو جس شخص نے ان دونوں نمازوں کو باجماعت ادا کی تو وہ اس شخص کی طرح سے ہے جس نے پوری رات قیام کیا، اور جس نے ان دونوں میں سے صرف ایک نماز ادا

کی تو اس کی مثال نصف قیام اللیل کرنے والے جیسا ہے۔

## راوی کا تعارف:

عثمان بن عفان بن ابو العاص القرشی رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اور بعثت کے کچھ ہی عرصہ بعد اسلام قبول کیے، آپ امیر المومنین اور تیسرے خلیفۂ راشد ہیں، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا-جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھیں- کے ساتھ حبشہ ہجرت کی تھی۔ آپ نے اپنی جان ومال سے اسلام کی نصرت وحمایت کی، آپ نے ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس گھوڑے دے کر جیش العسرہ کو تیار کیا تھا، اسی طرح آپ نے پچاس ہزار کے بدلے بئر رومہ خرید کر وقف کر دیا تھا، آپ نے پچیس ہزار خرچ کر کے مسجد نبوی کی توسیع بھی کرائی۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ سے ۲۳ھ میں خلافت کے لئے بیعت کی گئی، آپ نے قرآن کو (ایک قراءت پر) جمع کیا، اور آپ کے عہد خلافت میں ایشیا اور افریقہ میں بہت سارے فتوحات ہوئے۔ نوے یا اسی سال کی عمر میں ۳۵ھ میں مدینہ میں مجرمین کے پاپی ہاتھوں سے اپنے گھر میں شہید کیے گئے۔

***

## الإسلام يُحَرِّمُ التصوير

١٣ - عَـنْ عَبْـدِ اللَّـهِ بْـنِ عَبَّـاسِ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهُمَـا قَـالَ: سَـمِعْتُ مُحَمَّـدًا ﷺ يَقُـوْلُ: "مَـنْ صَـوَّرَ صُـوْرَةً فِي الـدُّنيا، كُلِّـفَ يَـوْمَ الْقِيَامَـةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٥٩٦٣، واللفـظ لـه، وصـحيح مسلم، رقم الحديث ١٠٠ - (٢١١٠)).

## اسلام میں تصویر کشی کی حرمت

۱۳- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ،آپ نے فرمایا: ”جو شخص دنیا میں مورت بنائے گا قیامت کے دن اس پر زور ڈالا جائے گا کہ اسے زندہ بھی کرے، حالانکہ وہ اسے زندہ نہیں کر سکتا“۔

### فوائد:

1-ذی روح مجسمہ بنانا یا اس کی تصویر کشی کرنا یا اس کا خرید و فروخت کرنا اسلام میں ناجائز و حرام ہے،اور رہی بات بے جان چیزوں کا مجسمہ بنانا یا ان کی تصویر کشی کرنا جیسے درخت، ندیاں، پہاڑ اور مکانات وغیرہ تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۲-خیالی مخلوقات کی تصویر کشی یا پتھروں پر اس کا تراشنا جو اپنی فطرت اور شکل شباہت میں ذی روح جیسا ہو گرچہ حقیقت میں اس کا وجود نہ ہو پھر بھی اسلام میں وہ ناجائز و حرام ہے اس سے بچنا حد درجہ ضروری ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:٦

***

# من آداب الأكل

١٤ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ؛ فَكُلُوْا مِنْ حَافَّتَيْهِ، وَلاَ تَأْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهِ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٠٥، واللفظ له، وسنن أبي داود، رقم الحديث ٣٧٧٢، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٢٧٧، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## کھانا کھانے کے آداب

۱۴- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”برکت کھانے کے بیچ میں نازل ہوتی ہے، اس لیے تم لوگ اس کے کناروں سے کھاؤ، بیچ سے مت کھاؤ“۔

## فوائد:

1- اس حدیث کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان شخص درمیان برتن سے پہلے براہ راست اپنے سامنے سے کھائے، اور اپنا ہاتھ دوسروں کے سامنے نہ بڑھائے اور نہ ہی بیچ کھانے کی طرف، ہاں اگر کھانا مختلف النوع ہو تو حسب چاہت اس میں سے لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲-اس حدیث میں برکت سے مراد اللہ کی طرف سے اضافہ و بڑھوتری ہے، اور صحت، سعادت، عافیت و قناعت، امن وامان کا احساس، بے خوفی و بے قراری یہی برکت کے اثرات ہیں،اوراس کے برعکس قلت برکت کی پہچان ہے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:٦

***

## من صفات الوضوء

١٥ - عَـنْ حُمْـرَانَ رحمـه الله، مَـوْلَى عُثْمَـانَ بْـنِ عَفَّـانَ أَنَّـهُ رَأَى عُثْمَـانَ بْـنَ عَفَّـانَ ﷺ دَعَـا بِوَضُـوْءٍ؛ فَـأَفْرَغَ عَلَـى يَدَيْـهِ مِـنْ إِنَائِـهِ؛ فَغَسَـلَهُمَا ثَـلَاثَ مَـرَّاتٍ، ثُـمَّ أَدْخَـلَ يَمِيْنَـهُ فِـي الْوَضُـوْءِ، ثُـمَّ تَمَضْـمَضَ وَاسْـتَنْشَـقَ وَاسْـتَنْثَرَ، ثُـمَّ غَسَـلَ وَجْهَـهُ ثَلَاثًـا، وَيَدَيْـهِ إِلَـى الْمِـرْفَقَيْنِ ثَلَاثًـا، ثُـمَّ مَسَـحَ بِرَأْسِـهِ، ثُـمَّ غَسَـلَ كُـلَّ رِجْـلٍ ثَلَاثًـا، ثُـمَّ قَـالَ: رَأَيْـتُ النَّبِـيَّ ﷺ يَتَوَضَّـأُ نَحْـوَ وُضُـوْئِي هَـذَا، وَقَـالَ: "مَـنْ تَوَضَّـأَ نَحْـوَ وُضُـوْئِي هَـذَا، ثُـمَّ صَـلَّى رَكْعَتَـيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهُ، غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ١٦٤، واللفـظ لـه، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٣ - (٢٢٦)،).

## وضو کی کیفیت

۱۵- حمران مولیٰ عثمان بن عفان رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کا پانی منگوایا، اور اپنے دونوں ہاتھ پر برتن سے پانی (لے کر) ڈالا، پھر دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھویا، پھر پانی میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا پھر ناک صاف کی، پھر تین دفعہ اپنا منہ دھویا، اور کہنیوں تک تین دفعہ ہاتھ دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر ہر ایک پاؤں کو تین دفعہ دھویا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ میرے اس وضو

جیسا وضو فرمایا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: ''جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے، اور دو رکعت پڑھے جس میں اپنے دل سے باتیں نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے''۔

## فوائد:

1- کیفیت وضو کے سلسلے میں یہ حدیث اساس شمار کی جاتی ہے ، ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وضو کی یہ کیفیت سیکھے اور اس کا احترام کرے ، واضح ہو کہ سر کا مسح کانوں کے ساتھ صرف ایک بار کرنا ہے ، اس لئے کہ کان سر کا حصہ ہے۔

۲-وضو اور نماز جنت میں داخلے اور رب کی معافی کے بڑے اسباب میں سے ہے، اس لئے ہر وضو کرنے والے کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہر وضو سے فراغت کے بعد دو رکعت نماز پڑھ لیا کرے۔

۳-وضو سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا مستحب ہے: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ .

اس لئے کہ ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ؛ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ، ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، إِلا فُتِحَتْ لَهُ

أَبْـوَابُ الْجَنّـَةِ الثَّمَانِيَـةُ يَـدْخُلُ مِـنْ أَيِّهَـا شَـاءَ" (انظـر صـحيح مسـلم، جزء من رقم الحديث ١٧ - (٢٣٤)، )

''تم میں سے کوئی بھی شخص وضو کرے،اور کامل طور پر وضو کرے، پھر یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں،اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں وہ ان میں سے جس سے چاہے داخل ہو''۔

## راوی کا تعارف:

**حمران** بن ابان الفارسی رحمہ اللہ مدینہ کے مشاہیر فقہاء میں سے تھے،اور وہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، بعد میں انہوں نے ان کو آزاد کر دیا، سن ۷۵ ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

## الفرق بين الملائكة والجن

١٦ - عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَـا ، قَالَـتْ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "خُلِقَـتِ المَلَائِكَـةُ مِـنْ نُـوْرٍ، وَخُلِـقَ الجَـانُّ مِـنْ مَـارِجٍ مِـنْ نَـارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٠ - (٢٩٩٦)، ).

## جن اور فرشتوں میں فرق

16-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ جن آگ کی لو سے پیدا کئے گئے،اور آدم اس چیز سے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا“(یعنی مٹی سے)۔

## فوائد:

۱-اس حدیث میں فرشتوں اور جنوں کی خلقت میں فرق بیان کیا گیا ہے، فرشتوں کی خلقت چمکنے والی روشنی سے اور جنوں کی پیدائش آگ سے کی گئی ہے، جنوں سے مراد ابوالجن ہے، جسے ابلیس کہا جاتا ہے۔

۲-جن کے وجود پر ایمان لانا واجب ہے، بایں طور کہ وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق ہیں،اور وہ بھی انسانوں کی طرح موت سے دوچار ہوتے ہیں۔

۳-ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک فرشتوں پر ایمان لانا ہے، فرشتے اللہ کے معزز بندے ہیں جن کی خلقت نور سے ہوئی ہے جو شب و روز رب کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں، اسلامی تصور کے مطابق آدم عَلَیہِ السّلام جو بشر اول ہیں اللہ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا ہے، وہ محض مٹی کا ایک پتلا ہی نہ تھے بلکہ روح، عقل، رگوں اور پٹھوں، گوشت وہڈی اور خون سمیت تمام چیزوں سے مرکب ایک کامل بشر تھے۔

## راوی کا تعارف:

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے شادی کی، مدینہ میں رخصتی کے وقت وہ نو سال کی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر (۱۸) سال تھی، وہ بہت بڑی فقیہہ، عالمہ اور اچھی رائے والی تھیں۔ جود وسخا کا نمونہ تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ حدیثیں روایت کیں، جن کی تعداد (۲۲۱۰) ہے۔ منگل کی رات ۱۷/رمضان المبارک (۵۷ یا ۵۸ھ) میں مدینہ میں وفات پائیں، نماز جنازہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

***

## فضل الصلاة في مسجد قُباءٍ

١٧ - عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ عُمَـرَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهُمَـا ، قَـالَ: كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَـأْتِي مَسْـجِدَ قُبَـاءٍ رَاكِبًـا وَمَاشِـيًا ؛ فَيُصَـلِّيْ فِيْـهِ رَكْعَتَيْنِ.

(صـحيح مسـلم، رقـم الحـديث ٥١٦ - (١٣٩٩)، واللفـظ له وصحيح البخاري، رقم الحديث ١١٩٤).

## مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت

17-عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قباء آتے تھے سوار ہو کر بھی اور پیدل بھی، پھر آپ اس میں دو رکعت صلاۃ پڑھتے تھے۔

## فوائد

ا-مسجد قباء: یہ ایک مشہور مسجد ہے جو مسجد نبوی سے تھوڑے سے فاصلے پر واقع ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اس مسجد کی بنیاد رکھی، اور مسلسل چار دن تک اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے، اور مسجد نبوی بننے کے بعد بھی آپ مسجد قباء تشریف لے جاتے اور وہاں نماز پڑھتے، نیز قرآن کریم میں اس کے متعلق یوں مذکور ہے: ﴿لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى ٱلتَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ۚ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُطَّهِّرِينَ﴾ (التوبة:١٠٨)

"البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے، وہ اس لائق ہے کہ آپ

اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

۲- اس حدیث سے مسجد قباء کی زیارت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، اس کی زیارت چاہے سوار ہو کر یا پیدل آکر کی جائے، آپ ﷺ اس کی زیارت ہر سنیچر (ہفتہ) کو فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے (مسلم: 1399).

3- مسجد قباء کی فضیلت میں متعدد احادیث آئی ہوئی ہیں جن میں یہاں دو حدیثیں ذکر کی جارہی ہیں:

1- "الصَّلاةُ فِي مسجدِ قُباءٍ كعمرةٍ"، (جامع الترمذي، رقم الحديث ٣٢٤، واللفظ له، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٤١١، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني.

صحابی رسول اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسجد قباء میں نماز پڑھنا ایک عمرہ کے برابر ہے"۔

۲- "من تطَهَّرَ فِي بيتِهِ، ثمَّ أتى مسجدَ قباءٍ؛ فصلَّى فيهِ صلاةً، كانَ لَهُ كأجرِ عمرةٍ"، (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٤١٢، واللفظ له، وسنن النسائي، رقم الحديث ٦٩٩، وصححه الألباني).

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے، پھر مسجد قباء آئے، اور اس میں نماز پڑھے تو اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا''۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۱

***

□

## الإسلام يدعو إلى العناية بالفقراء

١٨ - عَـنْ مُصْـعَبِ بْـنِ سَـعْدٍ رحمـه الله قَـالَ: رَأَى سَـعْدٌ ﷺ أَنَّ لَـهُ فَضْـلاً عَلَـى مَـنْ دُونَـهُ؛ فَقَـالَ النَّبِـيُّ ﷺ: "هَـلْ تُنْصَـرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٢٨٩٦).

## اسلام محتاجوں کی خبر گیری کی ترغیب دیتا ہے

١٨- مصعب بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ان کو دوسرے بہت سے صحابہ پر (اپنی مال داری اور بہادری کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم لوگ صرف اپنے کمزور معذور لوگوں کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو، اور ان ہی کی دعاؤں سے رزق دیئے جاتے ہو“۔

### فوائد:

1- یہ حدیث مسلمان افراد کے مابین ایک دوسرے کے احترام کا پاس ولحاظ رکھنے کے ساتھ ساتھ میل وجول رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔

٢- اسلام فقیر ومحتاج پر کامل توجہ مبذول کرنے اور ان کی حالت پر رحم کھانے کی دعوت دیتا ہے۔

٣- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشمنوں پر غلبہ اور مالداروں کی روزی میں

وسعت محتاجوں کی خبر گیری سے ہوتی ہے، اس لئے ان کے احترام واکرام کا خیال رکھنا چاہئے، ان پر غرور و تکبر کرنے اور ان کو حقیر و کمتر سمجھنے سے بچنا چاہئے۔

## راوی کا تعارف:

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ تابعی ہیں، آپ نے کوفہ میں سکونت اختیار کی، اور وہیں ۱۰۳ ہجری میں وفات پائے۔

***

# الإسلام يحث على إظهار الحب في الله

١٩ - عَـنْ مِقْـدَامِ بْـنِ مَعْـدِيْكَرِبَ ﷺ، ٠٠٠ عَـنِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ".

(سـنن أبـي داود، رقـم الحـديث ٥١٢٤، واللفـظ لـه، وجـامع الترمـذي، رقـم الحـديث ٢٣٩١، قـال الإمـام الترمـذي عـن هـذا الحـديث بأنـه: حسـن صـحيح غريـب، وصـححه الألباني).

## اللہ کی خاطر کی جانے والی محبت کے اظہار کی اسلام ترغیب دیتا ہے

۱۹- مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” جب آدمی اپنے بھائی سے محبت رکھے تو اسے چاہیئے کہ وہ اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے “۔

## فوائد:

1-اسلام اللہ کے لئے بے لوث محبت کی دعوت دیتا ہے، محبت دلی میلان کا نام ہے،جب بندہ اللہ کی اطاعت کرے،اس کے حکم کی پاسداری کرے،اس کے منع کردہ امور سے اجتناب کرے،اور اس کی رضا کا طلب گار ہو تو اسی بنیاد پر وہ اللہ کے لئے بے لوث محبت کا حق دار ہے۔

۲-اللہ کی خاطر کی جانے والی محبت کے اظہار کی اسلام ترغیب دیتا ہے، بایں طور کہ جب کوئی کسی سے محبت کرے تو اس کے لئے یہ بہتر ہے کہ اسے اس محبت سے آگاہ کرے، تاکہ اس کا دل بھرپور محبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہو جائے۔

۳-جو شخص کسی سے دنیاوی اغراض و مقاصد کی خاطر محبت کرے تو اس کو چاہئے کہ اس محبت کو اللہ کے لئے کی جانے والی محبت میں تبدیل کر دے تاکہ دونوں اللہ کی خاطر دو محبت کرنے والے کے درجے میں آ جائیں اور پھر یہ حدیث ان پر صادق آ جائے کہ سات ایسے اشخاص جو بروز حشر عرش الٰہی کے سایہ تلے ہوں گے جس روز کہ اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

## راوی کا تعارف:

ابو کریمہ مقدام بن معدیکرب بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آپ نے شہر حمص میں سکونت اختیار کی، وفد کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والوں میں سے ایک آپ بھی تھے، شام و عراق کی اسلامی فتوحات میں آپ بھی شامل رہے، اور معرکہ یرموک اور قادسیہ میں حاضر تھے، دشمنوں کے خلاف لڑی جانے والی کسی بھی جنگ میں پیچھے نہ رہے، حدیث کی کتابوں میں آپ سے ٤٢ حدیثیں مروی ہیں آپ کا شمار شامی صحابہ میں ہوتا ہے، ۹۱ سال کی عمر میں ۸۷ھ میں شام میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

## انتهاز نعمة الفراغ والصحة للخير

٢٠ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٤١٢).

## بھلائی کے لئے صحت اور فراغ کی نعمت کو غنیمت جانیں

٢٠- عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت"۔

### فوائد:

1- صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک مسلمان کے لئے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ حلال کمائی اور تمام خیر کے کاموں میں اللہ کی عطا کردہ نعمت فراغ و صحت سے مستفید ہو۔

٢-اللہ کی عطا کردہ نعمت صحت و فراغی وقت پر اللہ کا خوب خوب شکر گذار ہونا چاہئے، اور شکر گذاری یہ ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرے، اور منع کردہ چیزوں سے اجتناب کرے، اور جو شخص اس میں کوتاہی کرے حقیقت

میں وہی کم سمجھ ہے۔

۳۔مغبون کا معنی: گھاٹا اٹھانے والا، دھوکہ کھانے والا۔

۴۔ جس شخص کو اللہ نے اس نعمت سے بہرہ مند کیا ہووہ اسے ضائع کردے اور کچھ بھی اس سے فائدہ نہ اٹھائے ، اور ان نعمتوں پر شکر گذار نہ ہو تو وہی دھوکہ کھانے والا اور گھاٹا اٹھانے والا ہے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر:٦

❋❋❋

# الإسلام دين حماية الحقوق

٢١ - عَـنْ مَعْقِـلَ بْـنَ يَسَـارٍ ﵁ قَـالَ: سَـمِعْتُ النَّبِـيَّ ﷺ يَقُـوْلُ: "مَـا مِـنْ عَبْـدٍ اسْـتَرْعَاهُ اللَّـهُ رَعِيَّـةً؛ فَلَـمْ يَحُطْهَـا بِنَصِـيحَةٍ إِلاَّ لَـمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٧١٥٠، واللفـظ لـه، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٢٢٧ - (١٤٢).

## دین اسلام حقوق کا محافظ ہے

۲۱۔معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو رعایا کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا“۔

## فوائد:

1-اس حدیث میں رعایا کے حقوق میں دھوکہ وخیانت کرنے والے حکمراں یا ذمہ دار کے بارے میں شدید وعید آئی ہے،ان ذمہ داروں کا تعلق چاہے حکومتی سطح کا ہو یا اس سے ملحق ادارہ سے ہو یا کسی موسسہ یا کسی خاندانی یا افرادی تنظیم سے ہو، یہ خیانت حکمراں یا ذمہ دار خائن کو جنت میں داخلہ سے محروم کردے گی،اور جہنم کا درد ناک عذاب اس پر واجب کردے گی۔

۲۔جس کام پر شریعت میں وعید کا ذکر ہو وہ کام اہل علم کے نزدیک گناہ کبیرہ میں شمار ہوتا ہے، اس بنا پر رعایا کے حقوق سے کھلواڑ کرنا یا اس میں خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب کرنے والے پر توبہ واجب ہے۔

۳۔اسلام حقداروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور ساتھ ہی انفرادی حقوق ہو یا اجتماعی یا معاشرتی تمام پہلوؤں سے ان کے حقوق کی حمایت کا اعلان کرتا ہے۔

## راوی کا تعارف:

معقل بن یسار المزنی البصری رضی اللہ عنہ بلاد شام سے نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، اور صلح حدیبیہ سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے، اور درخت تلے آپ بھی نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں تھے، اور اس وقت آپ نبی اکرم ﷺ کے روئے مبارک سے درخت کی ٹہنی کو ہٹاتے تھے، دواوین حدیث میں آپ سے تقریبا ۳۴ حدیثیں مروی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد عہد صدیقی میں مرتدین کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں آپ نے شرکت کی، اور اس کے علاوہ آپ بلاد فارس کے تمام تر فتوحات میں پیش پیش تھے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو بصرہ کا والی بنایا، آپ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے وہاں ایک نہر کھدوایا، بصرۃ میں گھر بنا کر آباد ہو گئے، اور زندگی کی آخری

سانس تک وہیں قیام پذیر رہے۔

آپ کی وفات سن ٦٥ھ میں اور ایک دوسرے قول کے مطابق سن ٦٠ھ میں بصرۃ میں ہوئی۔

***

## للوالد أخذ مال ابنه قدر الحاجة

٢٢ - عَـنْ جَـابِرِ بْـنِ عَبْـدِ اللَّـهِ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهُمَـا ، أَنَّ رَجُـلاً قَـالَ: يـاَ رَسُـوْلَ اللّٰهِ! إن لِـيْ مَـالاً وَوَلَـداً ، وَإِنَّ أَبـِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي؛ فَقَالَ: "أَنْتَ وَمَالُكَ لأَبِيْكَ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٢٩١ ، وصححه الألباني).

### باپ اپنے بیٹے کا مال بقدر ضرورت لے سکتا ہے

۲۲- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا: اللہ کے رسول! میرے پاس مال اور اولاد دونوں ہیں، اور میرے والد میرا مال ختم کرنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کے ہیں“۔

## فوائد:

۱ -اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بیٹے کے حلال کمائی میں باپ کا حق ہے، لیکن وہ مال باپ کی ملکیت نہیں ہے کیونکہ وہ مال بیٹے ہی کا ہے اور زکوۃ بھی اسی پر واجب ہے، نیز یہ حدیث ضرورت کے پیش نظر والدین کے واجبی حقوق جو اولاد پہ ہیں اس پر غماز ہے۔

۲-اگر بیٹا خود ہی اس مال کا ضرورت مند ہو تو باپ اس کے مال سے نہ لے، باپ کے لے لینے سے بیٹے کو کوئی ضرر لاحق ہو تو اس وقت بھی نہیں لینا چاہئے، ایسے ہی ایک بیٹے کا مال لے کر دوسرے بیٹے کو دینے کا حق بھی باپ کو نہیں ہے، ہاں اگر کوئی عذر شرعی ہو تو کوئی

مضائقہ بھی نہیں، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ؛ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ﴾، سورة النساء، جزء من الآية ١١.

"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس میت کی اولاد ہو، اور اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے"۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ بیٹا اپنے مال کا مالک ہے نہ کہ باپ، اور میراث میں باپ کو اتنا ہی ملے گا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، حدیث کا مفہوم یہ نکلا کہ باپ بیٹے کو نقصان پہونچائے بغیر اپنی ضرورت بھر بیٹے کے مال سے لے سکتا ہے۔

۳-اس حدیث سے پتہ چلا کہ باپ کا بڑا مقام و مرتبہ ہے، اولاد کو چاہئے کہ ان کے حالات و ظروف کا پورا پورا خیال رکھیں، اور ان کی باعزت طریقہ سے کفالت کریں۔

## راوی کا تعارف:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، اپنے والد کے ساتھ عقبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے والوں میں سے تھے، اور آپ بھی بیعت رضوان والوں میں سے ہیں، اور زیادہ حدیث رسول بیان کرنے والے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد 1540 ہے، ایک قول کے مطابق 73ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

***

# لا يجوز وضع اليد على الخاصرة في الصلاة

٢٣ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: "نَهَـى النَّبِـيُّ ﷺ أَنْ يُصَـلِّيَ الرَّجُلُ مُتَخَصِرًا ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ١٢٢٠، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٤٦ - (٥٤٥)،).

## کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے کی ممانعت

۲۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر صلاۃ پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

## فوائد:

1- حدیث میں وارد بحالت نماز کمر پر ہاتھ رکھنے سے مراد یہ ہے کہ نمازی اپنا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کو اپنے کمر پر رکھ کر نماز ادا کرے۔

۲- ایک نمازی کے لئے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ نہایت اچھی ہیئت میں نماز میں رہے، اور کوئی ایسا انداز نہ اختیار کرے جس سے نماز کا وقار مجروح ہو۔

۳- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز ادا کرنا جائز اور درست نہیں۔

راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

# جواز الشرب والأكل قائما

٢٤ - عَـنْ عَبْـدِ اللَّهِ بْـنِ عُمَـرَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهُمَـا ، قَـالَ: كُنَّـا نَأْكُـلُ عَلَـى عَهْـدِ رَسُـوْلِ اللَّـهِ ﷺ وَنَحْـنُ نَمْشِـي، وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ.

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٨٠ ، واللفظ له، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٣٠١ ، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح غريب، وصححه الألباني).

## کھڑے ہو کر کھانے پینے کا جواز

۲۴-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چلتے ہوئے کھاتے تھے اور کھڑے ہو کر پیتے تھے۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہو کر کھانا و پینا جائز ہے، اور اس جواز کی تائید اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جو ترمذی میں آئی ہے: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أنه شرب قائما وقاعدا، (انظر جامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٨٣ ، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وحسنه الألباني)

کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر اور کھڑے کھڑے پیا۔

۲-چند دیگر احادیث میں کھڑے ہو کر کھانے و پینے کی ممانعت آئی ہے، اہل علم نے اس کی چند توجیہات بیان کیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

۱-جس حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد نہی تنزیہی ہے تحریمی نہیں۔

۲-کھڑے ہو کر کھانا و پینا ضرورت کے پیش نظر ہے، نہ کہ اس پر استمرار کیا جائے، اگر کوئی حاجت نہ ہو تو بیٹھ کر ہی کھانا پینا ہو گا۔

۳-جس حدیث میں کھڑے ہو کر کھانے پینے کا ذکر ہے وہ محض بیان جواز کے لئے ہے۔

۴-جب قولی و فعلی حدیث میں تعارض ہو تو عملا قولی حدیث ہی مقدم ہوتی ہے۔

## راوی کا تعارف:

## ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۱

***

# فضل سورة الإخلاص

٢٥ - عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ فِي لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالُوْا: وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: "(قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٥٩ - (٨١١)، ).

## سورۃ اخلاص کی فضیلت

۲۵-ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم لوگوں میں سے کوئی ایک رات میں ثلث (ایک تہائی) قرآن پڑھنے سے عاجز رہ سکتا ہے؟" لوگوں نے کہا: ایک تہائی قرآن کس طرح پڑھے گا؟ آپ نے فرمایا: " (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ثلث قرآن کے برابر ہے"۔

## فوائد:

1-اس حدیث میں سورۃ اخلاص کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس سورت کی تلاوت کا ثواب قرآن کے ایک تہائی تلاوت کا ثواب ہے، اور یہ اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے۔

۲-مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ باقی قرآن کی تلاوت کا بھی اہتمام کرے، کیونکہ دنیا و آخرت کی سعادت کے لئے تعلیمات الٰہی انتہائی ضروری ہے جو پورے قرآن پر مشتمل ہے۔

## راوی کا تعارف:

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا نام عویمر بن زید بن قیس انصاری خزرجی ہے، آپ مشہور صحابی ہیں، جنگ بدر کے روز آپ کی ولادت ہوئی، آپ حکیم الامت کے لقب سے مشہور ہیں، دمشق کے قاضی اور اس کے سید القراء کے نام سے آپ کو بڑی شہرت ملی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں آپ جمع وحفظ قرآن کی ٹیم میں شامل تھے، علم وزہد اور عبادت میں بڑے مشہور تھے، اور آپ سے (۱۷۹) حدیثیں مروی ہیں۔ (۳۲ یا ۳۱ھ) میں (۷۲) سال کی عمر میں وفات پائے۔

***

□

# حث الشباب على الزواج

٢٦ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ منكمُ الْبَاءَةَ؛ فَلْيَتَزَوَّجْ؛ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؛ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٣ - (١٤٠٠)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٠٦٦).

## نوجوانوں کو شادی کی ترغیب

٢٦-عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو وہ شادی کرلے، اس لیے کہ شادی نگاہوں کو زیادہ نیچی کر دیتی ہے، اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دیتی ہے، اور جو شخص شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ صوم (روزہ) رکھے، اس لیے کہ صوم اس کی شہوت کے لیے توڑ ہوگا"۔

## فوائد:

1- الْبَاءَة سے مراد نکاح کے ضروری اخراجات ہیں، جس کا مطلب یہ کہ جو شخص نکاح کے ضروری اخراجات کی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے، اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے، اور جو جماع کرنے سے عاجز ہو اسے روزہ

رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس میں کوئی شہوت ہی نہیں ہے، اسی وجہ سے اہل علم نے الباءۃ سے نکاح کے اخراجات مراد لیا ہے، اور بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ نکاح کی استطاعت کا مطلب نکاح کے اخراجات اور جماع کی طاقت دونوں مقصود ہے، لہذا جس میں یہ دونوں استطاعت موجود ہو وہی شادی کرے، اور رہا وِجَاءٌ کا مطلب تو اس سے مقصود شہوت کو توڑنا اور زنا میں واقع ہونے سے بچنا ہے۔

2-اس حدیث میں مزید شادی کی ترغیب ہے ایسے نوجوانوں کے لئے جو نان ونفقہ اور رہائش وغیرہ فراہم کرنے کی نیز جماع پر بھرپور قدرت رکھتے ہوں۔

٣-اس میں کوئی شک نہیں کہ شرم گاہ کی حفاظت اور پست نگاہی میں شادی کا بڑا اہم رول ہے، ساتھ ہی ساتھ تزکیہ نفس اور دل کی پاکیزگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

### راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 2

***

## من خصائص النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

٢٧ -عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاةُ؛ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً ، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً ، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٤٣٨ ، واللفظ له ، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٣ - (٥٢١)،).

## نبی اکرم محمد ﷺ کے چند خصائص

27-جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئی تھی: (۱) ایک مہینے کی مسافت کی دوری سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، (۲) میرے لئے تمام زمین میں صلاۃ پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے، اس لئے میری امت کے جس آدمی کی صلاۃ کا وقت (جہاں بھی) آجائے اسے (وہیں) صلاۃ پڑھ لینی چاہئے، (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا، (٤) پہلے انبیاء خاص اپنی قوموں کی

ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے، لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے،(٥) مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے"۔

## فوائد:

1-اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد ﷺ کو چند خصوصیات سے سرفراز فرمایا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف-رعب: گھبراہٹ، خوف ودبدبہ یعنی ایسا خوف ودبدبہ جو اللہ نے اپنے نبی کے دشمنان میں پیوست کردی ہے،اور آپ کے آس پاس بسنے والے دشمنان ہی نہیں بلکہ ایک مہینہ کی مسافت کی دوری تک بسنے والے دشمنوں کے دل آپ ﷺ کے خوف سے لرزہ براندام تھے۔

ب-دوسری بڑی خصوصیت جو فقط آپ ﷺ کی امت سے متعلق ہے،اس امت سے پہلے کسی امت کو حاصل نہیں وہ کہ ان کے لئے ساری زمین کو مسجد اور حصول طہارت بنادیا ہے، چنانچہ کسی کو بھی وقت صلاۃ ملے اور وہ پانی ومسجد حاصل نہ کرپائے تو پاک مٹی سے تیمم کرلے اور بوقت نماز اسی سرزمین پر نماز ادا کرلے، صرف اس بات کا خیال رہے کہ جس جگہ وہ نماز ادا کررہا ہے وہ زمین ناپاک نہ ہو یا وہ جگہ ایسی نہ ہو جہاں نماز ادا کرنے کی ممانعت آئی ہے جیسے کوڑا کرکٹ ڈالنے کی جگہ، بیچ راستہ، قربان گاہ وغیرہ۔

شریعت میں اصل یہ ہے کہ تمام فرض نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کی جائیں لیکن اگر عذر شرعی ہو تو جیسے سفر، بیماری، بارش وغیرہ تو پھر جہاں ہو وہیں نماز ادا کرلے اگر مسجد آنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

(ج)اس امت پر اللہ کا بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے جہاد میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کو اس کے لئے حلال کر دیا ہے۔

(د)اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے مبعوث فرمایا، اس لئے آپ ﷺ کی رسالت و نبوت قیامت تک دنیا میں بسنے والے تمام اقوام واجناس اور ہر دور اور ہر خطہ کے لئے ہے۔

(ھ)آپ ﷺ کی خصوصیات میں بروز حشر شفاعت عظمی ہے، اس دن سارے لوگ ایک بڑے میدان میں ہوں گے، سہمے سہمے ہوں گے، پھر آپ ﷺ کو امتیوں کی سفارش کا حق دیا جائے گا، پھر آپ ﷺ اس مقام محمود سے سفارش کریں گے جس کا آپ ﷺ سے وعدہ کیا گیا تھا۔

2- نبی اکرم ﷺ اور آپ کے امتی پر اللہ کی طرف سے عطا کردہ ان خصائص پر تمام بنی نوع انسان کو شکر گذار ہونا چاہئے۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲**

***

## من أوصاف الجنة

٢٨ - عَـنْ أَبِـيْ مُوْسَـى الأَشْـعَرِيِّ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ قَـيْسٍ ﷺ، أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: "إِنَّ فِـي الْجَنَّـةِ خَيْمَـةً مِـنْ لُؤْلُـؤَةٍ مُجَوَّفَـةٍ، عَرْضُـهَا سِـتُّونَ مِـيْلاً، فِـيْ كُـلِّ زَاوِيَـةٍ مِنْهَـا أَهْـلٌ، مَـا يَـرَوْنَ الآخَرِيْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٤ - (٢٨٣٨)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٤٨٧٩).

## جنت کی بعض خوبیاں

۲۸-عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت میں (مومن کے لیے) ایک خیمہ ہوگا جو ایک ہی خول دار موتی کا بنا ہوگا، اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگا۔ جس کے ہر کونے پر مومن کے گھر والی (بیویاں) ہوں گی، مومن ان کے پاس جائے گا، پھر بھی وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گے"۔

## فوائد:

1-اس حدیث کے بموجب جنت اور اس کی بے شمار و قسمہا قسم کی نعمتوں پر ایمان لانا واجب ہے، اور یہ ساری نعمتیں حقیقی ہیں۔

2-جنت آخرت میں ہے، اور یہی وہ ہمیشگی والا نعمت کدہ ہے جسے اللہ نے اپنے صالح مومن بندوں کے لئے تیار کیا ہے، حقیقت میں یہی ان کی اخروی زندگی کا ٹھکانہ ہے،

جس میں دودھ وشہد کی نہریں، پھل ومیوے،اور ہرے بھرے باغات ہوں گے،اور اس میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں گی نیز اسباب راحت وسعادت کے ہر وہ حوائج موجود ہوں گے جسے جی چاہے گا،اس میں نہ تو کوئی تھکاوٹ اور نہ ہی کوئی بیماری ہو گی اور نہ ہی کسی قسم کی بد بختی اور محرومی ہو گی۔

3-اللہ پر ایمان اور عمل صالح کے سبب ہی آدمی جنت میں داخل ہو گا،اس لئے ایک مسلمان پر یہ واجب ہے کہ منہج سلف کے مطابق اللہ اس کے رسول کی پیروی میں لگا رہے یہاں تک کہ خوشنودی الٰہی حاصل ہو جائے،اور اللہ کے فضل ورحمت سے جنت میں چلا جائے۔

## راوی کا تعارف:

ابو موسی عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعری رضی اللہ عنہ یمن سے تھے،مکہ آئے اور اسلام قبول کئے، پھر یمن واپس ہونے کے بعد حبشہ چلے گئے،اور فتح خیبر کے بعد مدینہ آئے،اور جہاد وغزوات میں شریک ہوئے۔قرآن کریم کی تلاوت میں صحابیوں میں سب سے اچھی آواز والے تھے،عابد،عالم،فقیہ اور زاہد تھے۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں یا مدینہ میں وفات پائی۔ان کی سن وفات کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔

***

# جواز الاشتراك في الهدي والأضحية

٢٩ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٨٠٨، وصححه الألباني).

## حج کی قربانی اور عام قربانی کے جانور میں ساجھے داری کا جواز

٢٩- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: " گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے اور اونٹ بھی سات کی طرف سے "۔

### فوائد:

١-اونٹ کی قربانی کے بارے میں علماء میں یہ اختلاف ہے کہ کتنے لوگوں کی طرف سے کافی ہے، چنانچہ جمہور علماء کا خیال ہے کہ یہ سات لوگوں کی طرف سے کافی ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ چاہے حج کی قربانی ہو یا عام ہر ایک میں یہ دس کی طرف سے کافی ہے۔

٢- بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ عام قربانی میں دس افراد کی طرف سے کافی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: عن عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ؛ فَحَضَرَ الأَضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً، وَفِي الْجَزُورِ عَشَرَةً، (جامع الترمذي،

رقم الحديث ٩٠٥، واللفظ له، وسنن النسائي، رقم الحديث ٤٣٩٢، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣١٣١، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم سب ایک سفر میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اسی دوران قربانی آگئی، تو ہم سب نے گائے کو سات افراد کی طرف سے اور اونٹ میں دس آدمیوں کی طرف سے قربانی کی۔

اونٹ حج کی قربانی میں دس آدمیوں کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا، لیکن گائے چاہے حج کی قربانی ہو یا عام سی دونوں میں سات کی طرف سے کفایت کرے گی۔

3-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے یا اونٹ کی قربانی میں چاہے وہ حج کی ہو یا عام ہو بہر صورت اشتراک (ساجھے داری) جائز ہے، اور بکرے میں ساجھے داری درست نہیں وہ محض ایک شخص کی طرف سے کافی ہے، گائے میں سات سے کم بھی قربانی جائز ہے مثلا دو کی طرف سے یا تین کی طرف سے یا ایک ہی شخص کی طرف سے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲

***

# تفاوت عذاب أهل جهنم

٣٠ - عَـنْ سَـمُرَةَ ﷺ أَنَّـهُ سَـمِعَ نَبِـيَّ اللَّهِ ﷺ يَقُـولُ: "إِنَّ مِـنْهُمْ مَـنْ تَأْخُـذُهُ النَّـارُ إِلَـى كَعْبَيْـهِ، وَمِـنْهُمْ مَـنْ تَأْخُـذُهُ إِلَـى حُجْزَتِـهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى عُنُقِهِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٣٢ - (٢٨٤٥)، ).

## جہنمیوں کے مختلف عذاب کا بیان

۳۰- سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”بعض لوگوں کو ٹخنوں تک آگ پکڑ لے گی اور بعض کو ازار باندھنے کی جگہ (کمر) تک اور بعض کو گردن تک“۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم کے عذاب مختلف ہوں گے، ایسے ہی اپنے اعمال کی روشنی میں جہنمی چاہے وہ کفار ہوں یا گناہ گار مسلمان عذاب کے لحاظ سے وہ بھی مختلف ہوں گے، چنانچہ کبائر کے مرتکب کی سزا صغائر کے مرتکب کی سزا سے الگ ہو گی۔

۲-جن وجوہات کی بنا پر ایک شخص جہنم رسید ہوتا ہے اس حدیث میں ان وجوہات سے باز رہنے کی سخت تلقین ہے، اور وہ وجوہات یہ ہیں جس کے ارتکاب سے ایک شخص ایمان سے خارج ہو کر کفر و شرک میں داخل ہو جاتا ہے

جس کی وجہ سے وہ اپنا ہمیشگی کا ٹھکانہ جہنم بنالیتا ہے، یا جن وجوہات کے اختیار کے بعد عدالت سے خارج ہو کر فسق وفجور کا شکار ہو جاتا ہے اور جہنم میں داخل ہونے کا حقدار ہو جاتا ہے لیکن جہنم اس کا ہمیشگی کا ٹھکانہ نہیں جیسے زنا، اغلام بازی اور چوری وغیرہ کا ارتکاب کرنا۔

## راوی کا تعارف:

سمرہ بن جندب الفزاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں بچپن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، اپنے والد کی وفات کے بعد اپنی ماں کے شوہر کے گود میں یتیمی میں پرورش پائے، آپ اخلاق کریمانہ کے مالک تھے، شجاعت و بہادری آپ کی سب سے بڑی خوبی تھی، خوارج کے معاملے میں آپ انتہائی سخت تھے، اور ان کے ساتھ عفو و درگذر کا معاملہ نہیں کرتے تھے، کتب حدیث میں آپ سے کم و بیش ۱۰۰ احدیثیں مروی ہیں۔

زیاد کے کوفہ وبصرہ کی امارت کے ایام میں آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار کی، زیاد جب کوفہ روانہ ہوتے تو آپ کو بصرہ کا اپنا خلیفہ مقرر کرتے اور جب بصرہ روانہ ہوتے تو کوفہ کا خلیفہ مقرر کرتے، اور آپ چھ چھ مہینے وہاں کی ذمہ داری نبھاتے ، مسلمانوں کو کافر گردانںے والے اور ان کا قتل عام کرنے والے خوارج کے لئے آپ ننگی تلوار تھے جب بھی ان کے پاس کوئی خوارج میں سے پکڑ کے لایا جاتا تو اسے قتل کردیتے۔

سمرہ بن جندب الفزاری رضی اللہ عنہ کی وفات کھولتے ہوئے گرم پانی کی ہنڈی میں گر کر سن ۵۸ھ میں ہوئی۔

***

# أيام عيد الأضحى

٣١ - عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَأَيَّامُ التَّشْرِيْقِ، عِيْدُنَا أَهْلَ الإِسْلاَمِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٤١٩، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٧٧٣، واللفظ لهما، وسنن النسائي، رقم الحديث ٣٠٠٤، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## عیدالاضحی کے ایام

۳۱- عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہے، اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں“۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) اور یوم النحر (دس ذی الحجہ) اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذی الحجہ) اہل اسلام کے ایام عید ہیں، لیکن قربانی کے جانور کے ذبح کرنے کا آغاز دس ذی الحجہ سے ہو کر تیرہ ذی الحجہ کے اخیر تک ہے۔

2- عید الاضحی پانچ دن ہے ، ذی الحجہ کی نو تاریخ سے تیرہ تاریخ تک ، یہ پانچ دن پورے کھانے پینے کے ہیں ، ہاں جو حج کی نیت نہیں رکھتے ہیں وہ نو ذی الحجہ کو روزہ رکھیں کیونکہ اس کی بڑی فضیلت ہے اور ایسے ہی حج قران اور تمتع کرنے والوں کے لئے جائز ہے کہ جب انھیں قربانی کے جانور میسر نہ آئیں تو وہ ایام تشریق میں روزہ رکھ لیں۔

3- حقیقت میں عید اللہ کی عبادت کی ادائیگی کے بعد اس کے لئے اظہار شکر ہے۔

## راوی کا تعارف:

عقبہ بن عامر بن عبس الجهني رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں ، آپ قاری، فقیہ اور علم فرائض کے بڑے عالم تھے ،اور آپ فصیح شاعر تھے اور فتوحات اسلامیہ میں قائدانہ رول ادا کرنے والے تھے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت قرآن کی تلاوت کرتے تھے جس سے صحابہ کرام کے دل نرم ہو جاتے ، خوف سے بھر جاتے ، اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے ، مصر فتح کرنے والے اسلامی لشکر کے آپ سپہ سالاروں میں سے تھے ،اس فتح کی پاداش میں امیر المسلمین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ کو تین سال کے لئے مصر کا گورنر بنادیا اور پھر اس کے بعد بحر ابیض متوسط کے جزیرہ

رودس کی طرف آپ کو روانہ کر دیا۔ آپ سے مروی احادیث کی تعداد ۵۵ ہے، سن ۵۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور قاہرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

❋❋❋

□

## الصَّوْمُ والأضحية وصلاة العيد مع الناس

٣٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُوْمُوْنَ، وَالفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُوْنَ، وَالأَضْحَى يَوْمَ تُضَحُّونَ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٦٩٧، واللفظ له، وسنن أبي داود، رقم الحديث ٢٣٢٤ وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٦٦٠، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني).

### روزہ، قربانی اور لوگوں کے ساتھ نماز عید

۳۲-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صیام کا دن وہی ہے جس دن تم سب صوم رکھتے ہو، اور افطار کا دن وہی ہے جب سب عید الفطر مناتے ہو، اور اضحیٰ کا دن وہی ہے جب سب عید قرباں مناتے ہو"۔

### فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ جس ملک میں ہو انہیں مسلمانوں کے ساتھ روزہ رکھے اور انہیں کے ساتھ عید منائے، اور اسی طرح انھیں کے ساتھ عید الاضحی کی نماز پڑھے اور قربانی کرے، مسلمانوں سے ہٹ کر تنہا روزہ رکھنا، عید منانا اور قربانی کرنا قطعا جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے مسلمانوں کے اتحاد کو نقصان پہونچے گا اور ان کے صفوں میں اختلاف وانتشار جنم لیں گے۔

۲-اس حدیث سے پتہ چلا کہ اسلامی تعلیمات کے اہم مقاصد میں سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے صفوں کو متحد رکھا جائے اور انھیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے، اور ہر قسم کی تفرقہ بازیوں سے انہیں دور رکھا جائے بالخصوص اجتماعی طور کی جانے والی عبادتوں میں روزہ، قربانی اور نماز عید وغیرہ، ایسے امور میں شخصی آراء کی کوئی قیمت نہ ہوگی اور نہ اس کی طرف نظر التفات کیا جائے گا گرچہ وہ کسی خاص تناظر میں اس معاملہ میں درست ٹھہرایا جاسکتا ہو۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ا

***

□

# التحذير من كبائر الذنوب

٣٣ - عَــنْ عَبْــدِ اللّٰهِ بْــنِ عُمَــرَ رَضِــيَ اللَّـــهُ عَنْهُمَــا ، قَــالَ: قَــالَ رَسُــوْلُ اللّٰهِ ﷺ : "ثَلاَثَــةٌ لاَ يَنْظُــرُ اللَّـــهُ عَــزَّ وَجَــلَّ إِلَــيْهِمْ يَــوْمَ الْقِيَامَـــةِ: الْعَـــاقُّ لِوَالِدَيْـــهِ، وَالْمَـــرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَـــةُ، وَالـــدَّيُّوْثُ، وَثَلاَثَـــةٌ لاَ يَـــدْخُلُوْنَ الْجَنَّـــةَ: الْعَـــاقُّ لِوَالِدَيْـــهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى".

(سنن النسائي، رقم الحديث ٢٥٦٢ ، حسنه الألباني وصححه).

## گناہ کبیرہ سے بچنے کی ترغیب

٣٣- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " تین طرح کے لوگ ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا، ایک ماں باپ کا نافرمان، دوسری وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے، تیسرا دیوث (بے غیرت)، اور تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں نہ جائیں گے۔ایک ماں باپ کا نافرمان، دوسرا عادی شرابی، اور تیسرا دے کر احسان جتانے والا "۔

## فوائد:

1-قرآن میں اللہ نے اپنی جو خوبیاں بیان کی ہیں یا صحیح احادیث میں رسول اکرم ﷺ نے اللہ کے جن اوصاف کا ذکر کیا ہے اس پر بلا تحریف و تعطیل اور بلا تکییف و تمثیل ایمان لانا واجب ہے ،اور اللہ کے انھیں اوصاف میں سے ایک وصف نظر (

دیکھنا) ہے جو اس کے شان جلالی کے لائق وزیبا ہے،اور یہ اللہ کی مشیئت اور قدرت کے ساتھ مقید ہے۔

2- الْمُتَرَجِّلَة: ایسی عورت کو کہتے ہیں جو اپنے لباس اور شکل وصورت میں مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔

الدَّيُّوث: ایسا شخص جس کی بیوی زنا میں ملوث ہو اور اسے اس کا پتہ ہو پھر بھی وہ اس پر خاموش رہے، یا یہ کہ وہ کسی غیر کے ساتھ تنہا رہے اور گھومے ٹہلے وغیرہ۔

مُدْمِنُ الْخَمْر: ایسا شخص جو شراب پینے کا عادی ہو، اور بلا توبہ مر جائے۔

3- الْمَنَّانُ: جو شخص کسی کو صدقہ کرے، یا کوئی بھی اس کے ساتھ بھلائی کرے جس کا ذکر اس سے بار بار کرے یا اس پر اپنی بڑائی بیان کرے۔

4- والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے جس سے یہ گناہ سرزد ہو اسے فوراً اللہ سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۱

***

# تحريم النَّجْش

٣٤ - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّجْشِ.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٢١٤٢، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٣ - (١٥١٦)).

## نجش کی حرمت

۳۴- عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجش سے منع فرمایا۔

## فوائد:

1- یہ حدیث نجش (دھوکہ) کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، اسلامی اصطلاح میں نجش کا معنی ہے سامان کی قیمت میں اضافہ کر دینا جو خود اسے تو خرید نا نہ چاہتا ہو لیکن اس کی وجہ سے دوسرے لوگ اس کے شکار ہو جائیں۔

2- حصول خیر و برکت کی خاطر تجارت اور خرید و فروخت کو اسلام نے جائز رکھا ہے، اور جس بیع و شراء میں دھوکا اور جہالت ہو اسے حرام قرار دیا گیا ہے، یا جس سے بازار

والوں کو نقصان ہو یا جو لوگوں کے درمیان حقد و کینہ کا سبب بنے اسے بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

3- نجش اسلام میں حرام ہے، نجش کرنے والا اپنے فعل کی وجہ سے اللہ کا نافرمان ہے، بیع درست ہے اور گناہ نجش کرنے والے کے ساتھ مختص ہے اگر بائع کو اس کا پتہ نہ چلے، ہاں اگر دونوں اس پر متفق ہیں تو دونوں ساتھ ساتھ گنہ گار ہیں۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۱

***

# الذكر بعد الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلاَة

٣٥ - كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلاَةِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللَّهُمَّ! لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٣٧ - (٥٩٣)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٨٤٤).

## نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی دعاوذکر

35-مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے منشی (کاتب) کو کہتے ہوئے سنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی چیز آپ کے پاس ہو تو اسے میرے پاس لکھ بھیجئے، توانھوں نے انھیں لکھ بھیجا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صلاۃ مکمل ہوجاتی اور آپ سلام پھیر لیتے تو اس کے بعد یہ پڑھتے: "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللَّهُمَّ! لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ".

## فوائد:

1-اس حدیث سے واضح ہوا کہ اللہ کے نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ ذکر کرتے تھے: "لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللَّهُمَّ! لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اسی کے لیے ہر قسم کی حمد و ثنا ہے، وہی ہر چیز پر کامل قدرت والا ہے، اے اللہ ! جسے تو نوازنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا، اور اللہ کو چھوڑ کر کسی مالدار کی مالداری اسے نفع نہیں پہنچا سکتی۔

۲-اس ذکر عظیم میں عقیدہ توحید خالص کا اعلان ہے کہ اللہ اپنے وجود اور اپنی ذات و جملہ اسماء و صفات اور اپنے تمام افعال میں تنہا ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت کا مستحق ہے، اور اسی ہی کی ذات ہے جو پوری کائنات کی تدبیر اور اس میں تصرف فرماتا ہے۔

۳-"لاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" حدیث میں وارد اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اے رب ! تیرے پاس کسی مالدار کی مالداری اس کے لئے نفع بخش نہیں ہو سکتی، صرف عمل صالح ہی اسے فائدہ پہونچا سکتا ہے، چنانچہ انسان ہر چیز میں اللہ کا محتاج ہے، اس کے پاس کتنا ہی مال کیوں نہ ہو، اور اسے کتنی بڑی بے نیازی اور اعلی منصب کیوں نہ حاصل ہو بہر صورت وہ اللہ کے فضل واحسان کا محتاج و بھکاری ہے۔

## راوی کا تعارف:

مغیرۃ بن شعبہ الثقفی رضی اللہ عنہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، آپ کی ولادت شہر طائف میں ہوئی اور آپ وہیں بڑھے پلے، آپ کثرت سے سفر کرنے والے تھے،

غزوہ خندق کے موقع پر آپ مشرف بہ اسلام ہوئے،اور حدیبیہ میں شریک رہے۔

عہد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں بلاد فارس کی فتوحات میں آپ پیش پیش رہے اور اس کے علاوہ معرکہ یمامہ اور یرموک و قادسیہ میں بھی شرکت فرمائی۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کا والی بنایا پھر آپ کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کو کوفہ کا والی مقرر کیا، اور اپنی زندگی کی آخری سانس تک کوفہ کے والی رہے۔

آپ بڑے دانش مند،ماہر ادیب، تیز دماغ تھے،احادیث کی کتابوں میں آپ سے کم و بیش 135 احادیث مروی ہیں، سن 50ھ میں ستر سال کی عمر میں کوفہ میں آپ کا انتقال ہوا۔

***

# من أذكار المساء

٣٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ، لاَ شَرِيْكَ لَهُ، اَللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَأَعوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّها وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٧٦ - (٢٧٢٣)،).

## شام میں پڑھے جانے والے اذکار

٣٦- عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب شام ہوتی تو یہ دعا فرماتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالحَمْدُ لِلَّهِ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ، لاَ شَرِيْكَ لَهُ، اَللَّهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ اللَّيْلَةِ وخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَأَعوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّها وَشَرِّ مَا فِيْهَا، اَللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَعَذَابِ الْقَبْرِ" "ہم نے شام کی، اللہ کے ملک (ساری کائنات) نے شام کی۔ حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس رات کا اور اس کے بعد کا خیر طلب کرتا ہوں۔ میں اس رات کے اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں کاہلی،

بڑھاپے ، بڑھاپے کے سوء سے ، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

## فوائد:

1-ایک مسلمان کے حق میں یہی بہتر ہے کہ شب وروز کا آغاز اور اختتام وہ اللہ کے ان اذکار سے کرے جن پر صحت وعافیت اور سعادت وسلامتی کا دار ومدار ہے اور اس کی ہمیشہ یہی کوشش ہونی چاہیئے کہ ہر دن اس کا صبح وشام اہتمام کرے۔

2-شام کے اذکار بوقت شام اور صبح کے اذکار بوقت صبح کئے جائیں۔

3-شام کے اذکار کے وقت کی تحدید میں چند اقوال وارد ہوئے ہیں لیکن راجح قول سورج کے غروب ہونے کے بعد ہے کیونکہ حدیث میں لفظ ہذہ سے اشارہ اسی کی طرف ہے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲

***

# من علامات أفضل الناس

٣٧ -عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْـنِ عَمْـرٍو رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَـا ، قَـالَ: قِيْـلَ لِرَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ : أَيُّ النَّـاسِ أَفْضَـلُ؟ قَـالَ: "كُـلُّ مَخْمُـوْمِ الْقَلْـبِ صَـدُوْقِ اللِّسَـانِ"، قَـالُوْا : صَـدُوْقُ اللِّسَـانِ نَعْرِفُـهُ، فَمَـا مَخْمُـوْمُ الْقَلْـبِ؟ قَـالَ: " هُـوَ التَّقِـيُّ النَّقِـيُّ، لاَ إِثْـمَ فِيْـهِ، وَلاَ بَغْـيَ، وَلاَ غِلَّ، وَلاَ حَسَدَ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٤٢١٦ ، وصححه الألباني).

## لوگوں میں افضل شخص کی پہچان

37-عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:"ہر صاف دل، زبان کا سچا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: زبان کے سچے کو تو ہم سمجھتے ہیں، صاف دل کون ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:"پرہیزگار صاف دل جس میں کوئی گناہ نہ ہو، نہ بغاوت، نہ کینہ اور نہ حسد"۔

## فوائد:

١ -اس حدیث میں دل کی طہارت و سلامتی کے اسباب بیان ہوئے ہیں جیسے تقوی الہی، سچائی کا التزام، گناہوں سے دوری، ظلم و سرکشی سے کنارہ کشی اور حسد و کینہ سے اجتناب۔

۲-اس حدیث میں بہتر شخص کی دو خوبی بیان کی گئی ہے ایک کا تعلق زبان سے ہے یعنی زبان میں سچائی ہو ، عہد وپیمان کا پابند ہو ، جھوٹ ، فحش و بے ہودہ گوئی اور تہمت طرازی، چغلخوری اور دیگر بے تکی ولایعنی گفتگو سے پاک ہو،اور دوسری خوبی کا تعلق انسان کے دل سے ہے یعنی صفائے قلبی کا حصول، دل تقوی الٰہی سے معمور ہو، شرک کی غلاظتوں سے پاک ہو، حسد وکینہ ،بغاوت وسرکشی کا ادنی شائبہ بھی نہ ہو۔

۳-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کی سچائی اور تزکیہ نفس کی شریعت میں بڑی عظمت ومقام ہے، ہر انسان کو ان اوصاف سے متصف ہو کر ایک اچھے اور بھلے شخص کا مقام ومرتبہ حاصل کرنا چاہئے۔

## راوی کا تعارف:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمی رضی اللہ عنہما ایک مشہور صحابی رسول ہیں، اپنے والد عمرو بن العاص سے کچھ پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے،آپ کا شمار عابد وزاہد علماء میں ہوتا ہے،آپ سے تقریباً(۷۰۰) حدیثیں مروی ہیں،آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند غزوات میں شرکت فرمائی ہے، نیز آپ کو سیاسی مسائل اور ادارتی کاموں میں بڑی شہرت حاصل تھی،آپ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک معینہ مدت کے لیے گورنر مقرر کیا تھا،آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں بیان فرماتے اور مصر میں عمرو بن العاص کی جامع مسجد الفسطاط میں فتویٰ دیتے تھے۔

اہل مصر و شام و حجاز کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے خوب علمی فیض حاصل کیا، (٦٥ھ) میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو آپ کے گھر ہی میں دفن کیا گیا، اور بعض قول کے مطابق آپ شام میں یا مکہ میں وفات پائے۔

❋❋❋

# تَحْرِيْمُ غَصْبِ حقوق الآخرين

٣٨ - عَـنْ أَبِـيْ أُمَامَـةَ ﷛ أَنَّ رَسُـوْلَ اللَّـهِ ﷺ قَـالَ: "مَـنِ اقْتَطَـعَ حَـقَّ امْـرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِـهِ؛ فَقَـدْ أَوْجَـبَ اللَّـهُ لَـهُ النَّـارَ، وَحَـرَّمَ عَلَيْـهِ الْجَنَّـةَ"؛ فَقَـالَ لَـهُ رَجُـلٌ: وَإِنْ كَـانَ شَـيْئًا يَسِـيْرًا يَـا رَسُـوْلَ اللَّـهِ؟ قَالَ: "وَإِنْ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢١٨ - (١٣٧)،).

## دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی حرمت

38-ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی مسلمان شخص کا حق اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ مار لے، اللہ نے اس کے لیے جہنم واجب کردی ہے، اور جنت اس پر حرام کردی ہے"، ایک شخص نے آپ سے پوچھا: اگرچہ وہ معمولی چیز ہو، اے اللہ کے رسول!؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگرچہ وہ اراک (پیلو) کی ایک کٹی ہوئی شاخ ہی کیوں نہ ہو"۔

## فوائد:

۱- ظلم تمام شر وفساد کا منبع ہے، اور ہر خیر و بھلائی سے روگردانی ہے، جب ظلم کسی قوم کا شیوہ ہو جاتا ہے تو وہ قوم ہلاکت سے دوچار ہو جاتی ہے، اور جب یہ کسی بستی یا شہر میں پنپ جاتی ہے تو اسے ملیامیٹ کردیتی ہے، اسی وجہ سے اسلام نے اسے حرام قرار دیا تاکہ دوسروں کے حقوق کی پامالی نہ ہو اور معاشرہ تمام طرح کی انارکی اور بے چینی سے پاک و

صاف ہو۔

۲-اسلام ظلم سے بچنے کا حکم دیتا ہے، اور ناحق دوسروں کا مال غصب کرنے سے روکتا ہے گرچہ ظالم کے ثبوت کے مقابلے میں مظلوم کے پاس کوئی دلیل نہ ہو جو اس کے حق کو ثابت کرسکے، اس لئے کہ اس سے اللہ کے نزدیک حقیقت نہیں بدلتی، اس سے پتہ چلا کہ دین و قومیت سے ہٹ کر اسلام حق داروں کے حقوق کا کتنا پاس ولحاظ رکھتا ہے۔

۳-اس حدیث میں القَضِيبُ کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہے پیلو کے درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی، اور اس درخت کی ٹہنیاں مسواک میں استعمال کی جاتی ہیں۔

۴- جھوٹی قسم کے ذریعہ حاصل شدہ مال وہ جس بھی نوعیت کا یا جیسا بھی ہو غصبا حاصل شدہ مال کے درجہ میں ہے جس کے مرتکب پر جہنم واجب اور جنت حرام ہو جاتی ہے ، اتنی سخت وعید سے اس مسئلہ کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## راوی کا تعارف:

ابوامامہ صدی بن عجلان بن وہب الباہلی رضی اللہ عنہ بڑے زاہد وفاضل صحابی ہیں آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے بڑی محبت تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چمٹے رہے اور کبھی پیچھے نہ رہے، اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کے سبب غزوۂ بدر چھوڑ کر کسی بھی جنگ سے پیچھے نہ ہٹے، کیونکہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ماں کی خدمت کے خاطر ان کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا، آپ نے خلفائے راشدین کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی، آپ سے کتب حدیث میں 25 حدیثیں مروی ہیں۔

آپ نے شام میں اپنا بسیرا کیا اور وہیں سرزمین حمص میں 81ھ میں 91 سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ شام میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں، اور بعض قول کے مطابق عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ہیں۔

***

## الصبر عند المصائب

٣٩ - عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَـا، زَوْجِ الـنَّبِيِّ ﷺ قَالَـتْ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَـا مِـنْ مُصِـيْبَةٍ تُصِـيْبُ الْمُسْـلِمَ إِلاَّ كَفَّـرَ اللَّـهُ عَنْهُ بِهَا حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا".

صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٥٦٤٠، واللفـظ لـه، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٥٠ - (٢٥٧٢)،).

### مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت

٣٩- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے حتی کہ ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے "۔

### فوائد:

1-اس حدیث میں مصیبتوں اور پریشانیوں کے وقت صبر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس لئے جیسے بھی سخت حالات کیوں نہ ہوں ایک مسلمان کو صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

2-ایک مسلمان کو دنیا میں جو بھی پریشانیاں دامن گیر ہوتی ہیں حقیقت میں وہ کسی گناہ کے پاداش میں ہوتی ہیں یا اس کے گناہوں کے لیے کفارہ اور بلندی درجات کی خاطر

ہوتی ہیں، اس لئے ان مصائب و مشکلات پر اللہ کے فیصلہ سے راضی ہونا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ اسی میں اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی و بہبودی ہے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۶

***

# الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ

٤٠ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ : "نَزَلَ الْحَجَرُ الأَسْوَدُ مِنَ الجنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ؛ فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٨٧٧، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## حجر اسود جنت کا پتھر ہے

۴۰- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " حجر اسود جنت سے اترا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن اسے بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا"۔

## فوائد:

1-جب گناہوں کا اثر مضبوط سخت پتھر پر ہو سکتا ہے تو اس سے اندازہ لگائیں دل پر اس کا اثر کتنا سخت ہو گا۔

2- حجر اسود وہ پتھر ہے جو کعبہ شریف کے جنوب مشرقی خارجی کونے میں چاندی کے خانہ میں نصب ہے جو زمین سے ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر ہے، یہیں سے طواف کا آغاز ہوتا ہے۔

3-ہر مسلمان کے لئے یہ علم ضروری ہے کہ پتھر نہ نفع کا مالک ہے اور نہ ہی نقصان کا، اور رہا مسئلہ حجرِ اسود کے بوسہ دینے کی مشروعیت کا تو یہ اس پتھر کی عبادت کی خاطر نہیں بلکہ یہ رسول اکرم ﷺ کی سنت کی تعمیل ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے بوسہ دینے کا حکم سنت کا درجہ ہے جس کی تعمیل حسب استطاعت ہے۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ٦**

***

# جواز الصيام والإفطار في السفر

٤١ -عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؛ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ، وَلاَ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ١٩٤٧، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٩٨ - (١١١٨)).

## بحالت سفر روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں کا جواز

41-انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے۔(سفر میں بہت سے لوگ صوم سے ہوتے اور بہت سے بے صوم ہوتے) لیکن صائم صوم نہ رکھنے والے پر اور بے صائم صوم رکھنے والے پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کیا کرتے تھے۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہے۔

2-اس حدیث سے پتہ چلا کہ دین اسلام بڑی آسانی والا دین ہے، مسافر کو یہ اختیار حاصل ہے وہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو نہ رکھے اس پر کسی طرح کی کوئی سختی نہیں، اور پھر دوسرے دنوں میں ان چھوٹے ہوئے روزں کی قضا کرلے۔

### راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ٣

***

## الجماع في الدبر حرام في الإسلام

٤٢ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ عَـنِ النَّبِـيِّ ﷺ قَـالَ: "لاَ يَنْظُـرُ اللَّـهُ إِلَى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا".

(سـنن ابـن ماجـه، رقـم الحـديث ١٩٢٣، وصـححه الألباني).

### دبر (پاخانے کے راستہ) میں جماع کی ممانعت

۴۲-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالی اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو کسی عورت سے اس کے دبر (پچھلی شرمگاہ) میں جماع کرے"۔

### فوائد:

1-اسلام میں پیچھے (گانڈ) میں جماع کرنا حرام ہے کیونکہ یہ فعل انسانی فطرت کے خلاف ہے، اور اس سے طرح طرح کی بیماریاں جنم لیتی ہیں، ساتھ ہی اللہ کی لعنت اور اس کے غضب وناراضگی کی بھی بڑی وجہ ہے۔

2-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی کے دبر میں جماع کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اپنے آپ کو غضب الہی کے لئے پیش کرنے والا ہے، اس لئے اس پر واجب ہے کہ سچی توبہ کرے اور ایسی حرکت دوبارہ نہ کرے۔

3-شوہر کے لئے اپنی بیوی کے سامنے کے شرمگاہ میں جماع کرنا جائز ہے طریقہ جماع جو بھی ہو چاہے آگے سے ہو یا پیچھے سے کیونکہ پاخانہ کی جگہ جماع کرنے کی جگہ نہیں ہے، جماع

کرنے کی جگہ وہ ہے جہاں سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱**

❋❋❋

# ماذا يفعل المتيمم إذا وجد الماء في الوقت بعد الفراغ من الصلاة؟

٤٣ - عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ اَلْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: خَرَجَ رَجُلاَنِ فِيْ سَفَرٍ؛ فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ وَلَيْسَ مَعهُمَا مَاءٌ؛ فَتَيَمَّمَا صَعِيْداً طَيِّباً؛ فَصَلَّيَا، ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ؛ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلاَةَ وَالوُضُوْءَ، وَلَمْ يُعِدِ الآخَرُ، ثُمَّ أَتَيَا رَسُوْلَ اللّهِ ﷺ؛ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ؛ فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ: "أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلاَتُكَ"، وقَالَ لِلآخَرِ: "لَكَ الأَجْرُ مَرَّتَيْنِ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٣٣٨، واللفظ له، وسنن النسائي، رقم الحديث ٤٣٣، وصححه الألباني).

## تیمم سے پڑھی گئی نماز کے بعد وقت ہی میں پانی ملنے کی صورت میں نماز کا حکم

۴۳-ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دو شخص ایک سفر میں نکلے تو صلاۃ کا وقت آگیا ،اوران کے پاس پانی نہیں تھا، چنانچہ انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا،اور صلاۃ پڑھی، پھر وقت کے اندر ہی انہیں پانی مل گیا، توان میں سے ایک نے صلاۃ اور وضو دونوں کو دوہرایا،اور دوسرے نے نہیں دوہرایا، پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ،توان دونوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جس

نے صلاۃ نہیں لوٹائی تھی: "تم نے سنت کو پالیااور تمہاری صلاۃ تمہیں کافی ہوگئ "،اور جس شخص نے وضو کر کے دوبارہ صلاۃ پڑھی تھی اس سے فرمایا: "تمہارے لیے دوگنا ثواب ہے"۔

## فوائد:

1-اسلام خوش بختی اور عظمت والا دین ہے، تمام مشقتوں سے بالا تر ہے، ضرورت کے پیش نظر اسلام عبادتوں میں رخصت اور آسانیاں فراہم کرتا ہے تاکہ انسان اسے خوش طبعی کے ساتھ کماحقہ ادا کرسکے۔

٢-مذکورہ بالا حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جسے اول وقت میں پانی نہ ملے اس کے لئے ضروری ہے کہ پاک مٹی سے طہارت حاصل کرے اور تیمم کر کے نماز ادا کرلے،اور نماز کی ادائیگی کے بعد اگر اسے پانی مل جائے اور اس نماز کا وقت بھی ابھی باقی ہو تو اس پر اس نماز کا دہرانا واجب نہیں، ہاں اگر وہ نماز میں ہو اور اسے پتہ چل جائے کہ پانی آگیا ہے تو وہ نماز کو توڑدے اور پانی سے وضو کر کے نماز پڑھے، اس لئے کہ پانی اسے دستیاب ہوگیا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: (فَلَمْ تَجِدُواْ مَاء فَتَيَمَّمُواْ صَعِيداً طَيِّباً)، (سورة المائدة، جزء من الآية ٦). "جب تم پانی نہ پاؤتو پاک مٹی سے تیمم کرلو"۔

## راوی کا تعارف:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی ہے،آپ کا شمار مشہور

فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے ،آپ مدینہ کے مفتی تھے، کم عمری کی وجہ سے جنگ اُحد میں شریک نہ ہوسکے ،آپ نے سب سے پہلے غزوہ خندق میں شرکت فرمائی،آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تقریباً(۱۲) غزوات میں شرکت کی،آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد(۱۱۷۰)ہے، آپ صحابہ میں صاحب علم وفضیلت صاحب عزوشرف تھے(۳۸ھ)ماہ صفر کی(۹)تاریخ کو مشرقی کوفہ میں واقع معرکہ نہروان میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے،ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، اس معرکہ میں علی رضی اللہ عنہ کو خوارج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔(۷۴ھ)میں آپ کی وفات مدینہ میں ہوئی،اور بقیع قبرستان میں مدفون ہیں،آپ کی کل عمر تقریباً(۸۶)سال ہے۔

***

# فضل العناية بالبنات

٤٤ -عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٩١٤، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٤٩ -(٢٦٣١)، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني).

## بچیوں کی دیکھ ریکھ کی فضیلت

۴۴-انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے دولڑکیوں کی کفالت کی تو میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے “، اور آپ نے کیفیت بتانے کے لیے اپنی دونوں انگلیوں (شہادت اور درمیانی) سے اشارہ کیا۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹیوں کا وجود اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے اور ان کی تربیت کرنا نہایت آسان ہے، اور ان کا خیال رکھنا اللہ کو بڑا محبوب ہے، اور جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔

2-اس حدیث میں بچیوں کے دیکھ ریکھ کی ترغیب دی گئی ہے،اوران پر خوش اسلوبی سے خرچ کرنے سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔

**راوی کا تعارف:**

**ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۳**

❋❋❋

# دعاء دخول المسجد والخروج منه

٤٥ - عَـنْ أَبِـي حُمَيْـدٍ ﷛ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِذَا دَخَـلَ أَحَـدُكُمُ المَسْـجِدَ؛ فَلْيَقُـلْ: اَللّٰهُـمَّ! افْـتَحْ لِـيْ أَبْـوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ، فَلْيَقُلْ: اَللّهمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٦٨ - (٧١٣)، ).

## مسجد میں داخل ہونے اوراس سے باہر نکلنے کی دعا

۴۵-ابو حمید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو کہے: اَللّٰهُمَّ! افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)۔اور جب مسجد سے نکل کر باہر آئے تو کہے: اَللّٰهمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل (رزق اور نعمتیں) مانگتا ہوں)۔

## فوائد:

1- دعائے مذکور کے علاوہ مسجد میں داخل ہونے اوراس سے نکلنے کی متعدد دعائیں حدیث میں آئی ہوئی ہیں،افضل طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسجد میں داخل ہو یا وہاں سے نکلے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھے،اور پھر اس کے بعد حدیث میں ذکر کردہ دعا پڑھے،اس بات کی وضاحت کے لئے درج ذیل حدیث کے حوالوں کی طرف رجوع فرمائیں: (سنن أبي داود، رقم الحديث

٤٦٥، وجامع الترمذي، رقم الحديث ٣١٤، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٧٧٣، وقال الإمام الترمذي عن حديثه هذا بأنه: حسن، وصحح الألباني هذه الأحاديث)۔

-2 مسجد میں داخلے کے وقت اللہ سے رحمت کا سوال کرنا اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجد میں داخلہ کے وقت انسان ایسی چیزوں میں مشغول ہوتا ہے جو کہ اسے اللہ اور اس کی جنت سے قریب کر دیتی ہے، اس لئے ایسے موقعہ سے رحمت کا سوال کرنا ہی زیادہ مناسب ہے، اور ٹھیک اسی طرح مسجد سے نکلنے کے بعد انسان رزق حلال کی تلاش میں مشغول ہوتا ہے اس لئے ایسی مناسبت سے فضل کا سوال کرنا ہی زیادہ بہتر ہے اسی وجہ سے اس کی تعلیم دی گئی۔

## راوی کا تعارف:

ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں، آپ اپنی کنیت سے ہی سے زیادہ مشہور ہیں، آپ کے نام کے بارے میں قدرے اختلاف ہے کسی نے آپ کا نام عبدالرحمن بن سعد بن المنذر بتایا ہے تو کسی نے المنذر بن سعد کہا ہے، آپ کا شمار فقہائے صحابہ میں ہوتا ہے۔

***

# الصلاة والسلام علَى النَّبيِّ عند الدخول في المسجد والخروج منه

٤٦ - عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"، وَإِذَا خَرَجَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٣١٤، واللفظ له، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٧٧١، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن، وصححه الألباني).

## مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت نبی ﷺ پر درود وسلام پڑھنا

۴۶-فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو محمد (ﷺ) پر درود وسلام بھیجتے ،اور یہ دعا پڑھتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ، وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"(اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے) اور جب نکلتے تو محمد (ﷺ) پر صلاۃ (درود) وسلام بھیجتے اور یہ کہتے: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ،

وَافْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ". (اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لیے کھول دے)۔

## فوائد:

۱-اس حدیث میں مسجد میں داخل ہونے کی دعا کا ذکر ہے اور یہ دعا رسول مکرم ﷺ پر درود وسلام کے بعد پڑھی جائے گی، اور درود کے مختلف انداز حدیث سے ثابت ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

أ -"اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اَللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٣٧٠، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٦٦ - (٤٠٦)).

ب -"اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ". (صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٣٥٨).

ج - اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ؛ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ".

(صـــحيح البخـــاري، رقـــم الحـــديث ٣٣٦٩، واللفـــظ لـــه، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٦٩ - (٤٠٧)،).

د - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ".

(سنن النسائي، رقم الحديث ١٢٩٢، وصححه الألباني).

٢ -رسول پر اللہ کے صلاۃ کا مطلب: اپنے رسول کی تعظیم کرنا اور ان کی تعریف کرنا، اس طرح اَللّٰهُمَّ صل على محمد کا مطلب ہوا، اے اللہ! محمد (ﷺ) کو دنیا وآخرت کی عظمت عطا فرمادے جو ان کے شایان شان ہو۔

3- نبی کریم ﷺ پر سلام پڑھنے کے چند انداز ہیں جیسا آپ یوں کہیں السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته یا اس طرح کہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یا یوں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نبي الله یا اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور واضح رہے کہ آپ دنیا کے کسی کونے سے آپ ﷺ پر سلام پڑھیں گے تو وہ اللہ کے مکرم فرشتوں کے ذریعہ آپ تک پہنچا دیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں (سنن النسائي، رقم الحديث ١٢٨٢، وصححه الألباني)۔

ٹھیک اسی طرح آپ کے درود بھی رسول مکرم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے ،ملاحظہ فرمائیں(سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٠٤٢، وصححه الألباني)۔

## راوی کا تعارف:

فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحب زادی ہیں، آپ کی ولادت

بعثت سے پہلے ہوئی، اور آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں۔

آپ کی نشو نمابیت نبوت میں ہوئی، پاکدامنی اور عزت نفس اور حسن خلق پر آپ کی پرورش ہوئی، زندگی کے ہر گوشہ میں اپنے ابا جان کو اسوہ حسنہ بنایا، آپ بڑی صبر کرنے والی، دیندار، بھلی، قناعت شعار اور اللہ کی بڑی شکر گذار بندی تھیں۔

آپ کے مناقب میں بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں ان میں ایک کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ فرشتہ آج کی اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نزول نہیں فرمایا، اس نے اللہ سے مجھ سے سلام کرنے کی اجازت چاہی اور اس بات کی بھی کہ وہ مجھے اس بات کی خوش خبری سنائے کہ فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہیں، اور حسن و حسین یہ دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں، (جامع الترمذي، رقم الحديث ٣٧٨١،

قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شادی علی بن ابی طالب سے کی، اس وقت ان کی عمر پندرہ سال پانچ مہینہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت کرتے تھے، اور بڑی تکریم کرتے تھے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ماہ رمضان کی تین تاریخ سن 11ھ میں مدینہ میں ہوئی، مدینہ کی مشہور قبرستان بقیع میں آپ کو رات میں سپرد خاک کیا گیا۔ فرضي الله عنها وأرضاها۔

***

# من آداب دخول المسجد

٤٧ -عَـنْ جَـابِرِ بْـنِ عَبْـدِ اللَّـهِ رَضِـيَ اللهُ عَنْهُمَـا عَـنِ النَّبِـيِّ ﷺ قَـالَ: "مَـنْ أَكَـلَ الْبَصَـلَ وَالثُّـوْمَ وَالْكُـرَّاثَ؛ فَـلاَ يَقْـرَبَنَّ مَسْـجِدَنَا؛ فَـإِنَّ الْمَلاَئِكَـةَ تَتَـأَذَّى مِمَّـا يَتَـأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ".

(صـحيح مسـلم، رقـم الحـديث ٧٤ - (٥٦٤)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٨٥٤ ،).

## مسجد میں داخل ہونے کے آداب

47-جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص پیاز، لہسن اور گندنا کھائے تو ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیوں کہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جن سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں“۔

## فوائد:

١-کچی پیاز یا لہسن کھانے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس حالت میں مسجد آنے سے اجتناب کرے تاکہ اس کے ناپسندیدہ بو سے نمازیوں کو ایذا نہ پہونچے کیونکہ جس نے نمازیوں کو ایذا پہونچایا حقیقت میں اس نے فرشتوں کو ایذا پہونچایا۔

٢-ایسے شخص کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں جس کے بدبو سے نمازیوں کو تکلیف پہونچے جیسے سگریٹ، جسم کے پسینے، گندے کپڑے، یا موزوں وغیرہ سے نکلنے والی بدبو۔

۳-اس حدیث میں ترغیب ہے کہ مسجد جانے سے پہلے ایک شخص کو اچھی تیاری کرنی چاہئیے جیسے طہارت، غسل، وضو اور صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو سے اپنے آپ کو معطر کرنا۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲**

***

# لا يجوز إنشاد الضالة في المساجد

٤٨ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَنْ سَمِعَ رَجُلاً يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ؛ فَلْيَقُلْ: لاَ رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ؛ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٧٩ -(٥٦٨)، ).

## گمشدہ چیزوں کا مسجد میں اعلان کرنا جائز نہیں

۴۸- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی شخص کو سنے کہ وہ گم شدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے تو اسے چاہیے کہ کہے: اللہ کرے کہ تجھے وہ چیز نہ ملے کیوں کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں“۔

## فوائد:

1-اسلام میں مسجد کا بڑا عظیم مقام ہے اور یہ روئے زمین کی سب سے بہتر جگہ اور اللہ کے نزدیک بڑا محبوب ہے،اس کی حرمت کی پاسداری واجب ہے۔

2-کھوئی ہوئی چیز،گمشدہ مال کا اعلان کرنا یا مسجد میں کسی چیز کی تعریف کرنا جائز نہیں،اس لئے کہ مسجدیں اس کے خاطر نہیں بنائی گئی ہیں بلکہ اللہ کے ذکر اور اس کی اطاعت،اس کی عبادت اور تلاوت قرآن،اور علم دین کی نشر واشاعت کے لئے بنائی گئی ہیں،اور رہا مسئلہ

گمشدہ چیزوں کو کاغذ میں لکھ کر مسجد کے باہری دیوار یا دروازوں پر آویزاں کرنا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

3- مساجد اللہ کے گھر ہیں اس میں اس کے سوا کسی کی بھی عبادت نہیں کی جاسکتی، اور نہ ہی اس کے سوا کسی کو پکارا جاسکتا ہے، اور جو بھی اس میں داخل ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عمل کو اللہ کے لئے خالص کرے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلاَ تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَداً﴾، (سورة الجن، الآية ١٨) "مسجدیں اللہ کی ہیں، تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو "اسی بنا پر مسجد میں گمشدہ چیزوں کو تلاش کرنا یا اس کا اعلان کرنا جائز نہیں، اور اگر کوئی شخص یہ سنے کہ فلاں اپنی گمشدہ چیزوں کے بارے مسجد میں لوگوں سے پوچھ رہا ہے تو اس پر اسلامی تعلیمات کی مخالفت کرنے کی بنا پر اس طرح بددعا کرے کہ جا تجھے تیری گمشدہ چیز نہ ملے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

# دعاء القنوت في صلاة الوتر

٤٩ - عَـنِ الْحَسَـنِ بْـنِ عَلِـيٍّ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَـا ، قَـالَ: عَلَّمَنِـيْ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ كَلِمَـاتٍ أَقُـوْلُهُنَّ فِـيْ قُنُـوْتِ الْـوِتْرِ: "اَللَّهُـمَّ اهْـدِنِيْ فِـيْمَنْ هَـدَيْتَ، وَعَـافِنِيْ فِـيْمَنْ عَافَيْـتَ، وَتَـوَلَّنِيْ فِـيْمَنْ تَوَلَّيْـتَ، وَبَـارِكْ لِـيْ فِيْمَـا أَعْطَيْـتَ، وَقِنِـيْ شَـرَّمَا قَضَـيْتَ؛ إِنَّـكَ تَقْضِـىْ وَلاَ يُقْضَـى عَلَيْـكَ، وَإِنَّـهُ لاَ يَـذِلُّ مَـنْ وَّالَيْـتَ، وَلاَ يَعِـزُّ مَـنْ عَادَيْـتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ".

(سـنن أبـي داود، رقـم الحـديث ١٤٢٥ ، واللفـظ لـه، وجـامع الترمـذي، رقـم الحـديث ٤٦٤ ، وسـنن النسـائي، رقـم الحـديث ١٧٤٥ ، وسـنن ابـن ماجـه، رقـم الحـديث ١١٧٨ ، قـال الإمـام الترمـذي عـن هـذا الحـديث بأنـه: حسـن، وصححه الألباني).

## صلاۃ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا

۴۹- حسن بن علی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات سکھائے جنہیں میں وتر میں کہا کرتا ہوں وہ کلمات یہ ہیں: "اَللَّهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ؛ إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلاَ يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لاَ يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، وَلاَ يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ".

## فوائد:

1- القنوت: قیام کی حالت میں نماز میں پڑھی جانے والی دعا، وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت آپ ﷺ سے باوثوق طریقہ سے ثابت نہیں، لیکن اس دعا کو رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو سکھایا تھا جسے وہ وتر میں پڑھتے تھے، اس لئے اسے کبھی کبھار پڑھ لینا چاہیئے۔

2- دعائے قنوت نماز وتر کے آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھی جائے اور رکوع سے پہلے بھی پڑھنا بھی جائز ہے۔

## راوی کا تعارف:

حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی کنیت أبو محمد ہے، آپ قرشی ہاشمی ہیں، اور آپ ﷺ کے نواسے اور آپ کی لاڈلی دختر فاطمہ کے فرزند ہیں، آپ کی ولادت ماہ رمضان کی پندرہویں تاریخ سن 3ھ میں ہوئی، پیدائش کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے ان کی تحنیک کی اور آپ کا نام حسن رکھا، آپ اپنے والدین کی سب سے بڑی أولاد ہیں، کتب احادیث میں آپ سے کل 13 حدیثیں مروی ہیں۔

آپ بڑے دانش منداور بردبار تھے، مسلمانوں کے خون کے محافظ اوران کی وحدت کے علمبردار تھے،اوراس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ جب آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاطر خلافت سے اپنے آپ کو معزول کر لیا،تاکہ خون خرابہ نہ ہو،

آپ ہمیشہ مسلمانوں کے خیر خواہ تھے، یہی وجہ ہے کہ سن 41ھ کو سال جماعت و اتحاد کا نام دیا گیا ہے کیونکہ ایک خلیفہ (امیر معاویہ) پر تمام مسلمان متحد ہوئے تھے۔

آپ کے بہت سارے مناقب بیان کئے گئے ہیں انہیں میں سے ایک وہ ہے جسے رسول مکرم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ حسن و حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے، (جامع الترمذي، رقم الحديث ٣٧٦٨، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سن ۴۷ھ میں اور ایک قول کے مطابق سن ۵۰ھ میں ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی، بقیع غرقد مدینہ کی قبرستان میں آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

***

# حكم قضاء صلاة الوتر

٥٠ - عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ اَلْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ نَسِيَهُ؛ فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ وَإِذَا اسْتَيْقَظَ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٤٦٥، واللفظ له، وسنن أبي داود، رقم الحديث ١٤٣١، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١١٨٨، وصححه الألباني).

## نمازِ وتر قضا کرنے کا حکم

۵۰-ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو وتر پڑھے بغیر سو جائے، یا اسے پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جاگے تو پڑھ لے"۔

## فوائد:

۱-مذکور بالا حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس کی نماز وتر سونے یا بھولنے کی وجہ سے چھوٹ جائے تو وہ جاگنے کے بعد یا یاد آنے کے بعد اس کی قضا کرلے، چاہے دن ہو یا رات ہو وقت کی کوئی پابندی نہیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی ایک حدیث ہے: "مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا؛ فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا"، (صحيح مسلم، رقم الحديث ٣١٥ -(٦٨٤)، ).

”جو شخص کسی نماز کو بھول جائے یا اسے پڑھے بغیر سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے فوراً اسے ادا کرے“۔

2- بعض اہل علم کا خیال ہے کہ جو وتر پڑھے بغیر سو جائے اور اس پر نیند غالب آجائے تو اس کے لئے چاشت کے وقت اس کی قضا جائز ہے، اور ساتھ ہی وہ ایک رکعت ملا کر اس کا جوڑا بنالے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث میں مروی ہے ملاحظہ ہو (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۳۹ -(٧٤٦)، )۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۴۳

***

# من أحكام صلاة الوتر

٥١ - عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ: "مَـنْ خَـافَ أَنْ لاَ يَقُـوْمَ مِـنْ آخِـرِ اللَّيْـلِ؛ فَلْيُـوْتِرْ أَوَّلَـهُ، وَمَـنْ طَمِـعَ أَنْ يَقُـوْمَ آخِـرَهُ؛ فَلْيُـوْتِرْ آخِـرَ اللَّيْـلِ؛ فَـإِنَّ صَـلاَةَ آخِـرِ اللَّيْـلِ مَشْـهُوْدَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٦٢ -(٧٥٥)، ).

## صلاۃ وتر کے احکام

۵۱- جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے یہ ڈر ہو کہ رات کے آخر میں وہ اٹھ نہ پائے گا تو وہ شروع رات میں (بعد عشاء) وتر پڑھ لے، اور جس کی یہ آرزو ہو کہ وہ رات کے آخر میں اٹھے تو وہ رات کے آخر ہی میں وتر پڑھے، کیوں کہ آخر شب کی صلاۃ میں رحمت کے فرشتے پہنچتے ہیں اور یہ افضل ہے“۔

## فوائد:

1-مذکورہ بالا حدیث سے واضح طور پر یہ معلوم ہوا کہ نماز وتر کو رات کے آخری حصہ تک موخر کرنا افضل ہے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جو رات کے آخری حصہ میں بیدار ہونے پر اپنے اوپر کامل اعتماد رکھتا ہو، اور اگر اسے اپنے اوپر اعتماد نہیں ہے تو اس کے لئے پہلے ہی پڑھنا افضل ہے۔

2-جو شخص رات کے ابتدائی حصہ میں وتر ادا کرلے، اور پھر اسے رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنے کا احساس ہو تو وہ جو چاہے پڑھے، اور دو دو رکعت کر کے پڑھے، وتر کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔

3-نماز وتر کا وقت نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور طلوع فجر تک رہتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "أَوْتِرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا"، (صحيح مسلم، رقم الحديث ١٦٠ -(٧٥٤)، ) "طلوع فجر تک وتر پڑھو"۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲**

***

# التحذير مِنَ الْمُجَاهَرَةِ بالمعصية

٥٢ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلاَّ الْمُجَاهِرِينَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ؛ فَيَقُولُ: يَا فُلاَنُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٦٠٦٩، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٥٢ - (٢٩٩٠)،).

## سرعام گناہ کرنے کی ممانعت

۵۲-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: "میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوا گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے ،اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے کہ اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔رات گذر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا"۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جس چیز کو پردے میں رکھے بندے کو اسے

آشکارا نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ اس پر اللہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے، اور اپنے ارتکاب کردہ مخفی گناہوں پر پشیماں اور تائب ہونا چاہیئے، جب بندہ اپنے رب سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے توبہ کو قبول فرماتا ہے اور اسے اس کے حق میں دنیاو آخرت میں پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

2-ہر مسلمان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پردہ پوشی خود اس کی ذات کے لئے بہتر ہے، اور اگر توبہ کا عزم ہو، گناہوں پر پشیماں ہو، اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ ہو تو بادشاہ یا قاضی کے پاس گناہ کا اعتراف نہ کرنا بھی اولی ہے، اس لئے کہ جب بندہ صدق و اخلاص کے ساتھ توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالی اس کا توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

3- معافًی کا معنی: ایسا شخص جس کو اللہ نے ہر مکروہ شئی سے سلامتی و عافیت عطا فرمائے۔

المجاهر کا معنی: ایسا شخص جو اپنے گناہوں اور سیاہ کاریوں کو خود اپنی زبان سے اظہار کرے حالانکہ اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمادی ہے۔

**راوی کا تعارف**: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 1

***

# حق الأم في البر أعظم

٥٣ -عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: جَـاءَ رَجُـلٌ إِلَـى رَسُـوْلِ اللّـهِ ﷺ، فَقَـالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّـهِ! مَـنْ أَحَـقُّ النَّـاسِ بِحُسْـنِ صَـحَابَتِـي؟ قَـالَ: "أُمُّـكَ" قَـالَ: ثُـمَّ مَـنْ؟ قَـالَ: "ثُـمَّ أُمُّـكَ"، قَـالَ: ثُـمَّ مَـنْ؟ قَـالَ: "ثُـمَّ أُمُّـكَ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ أَبُوْكَ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٥٩٧١، وأيضـاً صحيح مسلم، رقم الحديث ١ - (٢٥٤٨)،).

## حسن برتاو میں ماں کا عظیم حق ہے

۵۳- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا: "تمہاری ماں ہے"۔ پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا: "تمہاری ماں ہے"۔ انھوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہاری ماں ہے"۔ انھوں نے پوچھا: اس کے بعد کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پھر تمہارا باپ ہے"۔

## فوائد:

1-حدیث میں صحابت کا مطلب ہے اچھا سلوک اور عمدہ برتاو۔

2-اس حدیث میں ماں کے حق کو باپ پر مقدم کیا گیا ہے کیونکہ بچے کے

تعلق سے حمل سے لیکر ولادت تک اور پھر رضاعت کی پوری مدت اور اس کی مکمل تربیت و دیکھ ریکھ میں کافی مشقتیں برداشت کرتی ہے اور بے مثال قربانی پیش کرتی ہے جس کی وجہ سے بر و احسان میں باپ کے حق کے مقابل میں اس کے حقوق زیادہ اور بڑے ہیں۔

3-ماں تمام لوگوں میں حسن سلوک ، مالی و بدنی لگاو ، نرم گفتاری ، پیار بھرے کلمات ، اس کی چاہت اور ضرورت کے مطابق تحائف ، اس کے لئے دائمی انکساری ، بلا ناغہ اس سے ملاقات ، بیماری کی حالت میں اس کے پاس شب بیداری ، اس کے لئے دعائے خیر ، اور تمام دنیوی اُمور میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کا سب سے بڑا حق حاصل ہے گرچہ وہ شرک اور بڑے گناہ پر ہی کیوں نہ ہو،اورا گروہ پاک دامن،پرہیز گار مسلمہ ہے تواس کا حق بہت ہی بڑا ہے۔

**راوی کا تعارف**: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۱

***

# عُقُوقُ الوالد من كبائر الذنوب

٥٤ - عَـنْ عَبْـدِ اللَّـهِ بـنِ عَمْـرٍو رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهُمـا ، عَـنِ النَّبِـيِّ ﷺ قـالَ: "رِضَـا الـرَّبِّ فِـيْ رِضَـا الْوَالِـدِ، وَسَـخَطُ الـرَّبِّ فِـيْ سَخَطِ الْوَالِدِ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٨٩٩ ، صححه الألباني).

## باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

54-عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے“۔

## فوائد:

1- اس حدیث میں اس بات کا تقاضا ہے کہ والد کی اطاعت اور تکریم کی جائے اس لئے کہ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کو ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا، اور یہی حکم والدہ کا بھی ہے بلکہ انکا مقام تو اور ہی بلند ہے۔

2- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ میں سے ہے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ٣٧

***

## الحث على الكسب الحلال الطيب

٥٥ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ يَقُـوْلُ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ : "لَأَنْ يَحْتَـزِمَ أَحَـدُكُمْ حُزْمَـةً مِـنْ حَطَـبٍ؛ فَيَحْمِلَهَـا عَلَـى ظَهْـرِهِ؛ فَيَبِيْعَهَا؛ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلاً يُعْطِيْهِ أَوْ يَمْنَعُهُ".

(صـحيح مسـلم، رقـم الحـديث ١٠٧ - (١٠٤٢)، واللفـظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٢٠٧٤).

## پاک وحلال کمائی کی ترغیب

۵۵-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کسی کا لکڑی کا گٹھر باندھنا اور اپنی پیٹھ پر لاد کر بیچنا، اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ دے یا نہ دے "۔

## فوائد:

1-دین اسلام پاکیزہ حلال رزق اور نیک عمل کے ذریعہ خوش حال زندگی کی تعمیر و ترقی فراہم کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ گداگری سے روکتا ہے کیونکہ اس میں ذلت و خواہش نفس کی اتباع اور ساتھ ہی ساتھ کم ہمتی، لالچ اور کاہلی و سستی جیسی بری بیماری ہے۔

2-جو شخص پاکیزہ حلال رزق کمانے کی جد وجہد کرتا ہے اسلام میں اس کی بڑی پذیرائی ہے، اور ہر پیشہ جس میں پیشہ ور خیر خواہ و ماہر ہو اور اس کی اَساس حرام پر نہ ہو تو وہ جائز اور بڑی منزلت کا حامل ہے۔

3-اسلام تلاش رزق میں پاکیزہ جائز عمل اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے، اسی طرح سے عزت اور سلامتی والی زندگی بسر کرنے کے لئے جائز وسائل ایجاد کرنے پر زور دیتا ہے کیونکہ بے کاری وکاہلی اور عمل سے پہلو تہی اسلام میں انتہائی قبیح شئی شمار کی جاتی ہے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

## وجوب إكرام اللحية وإعفائها

٥٦ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَحْفُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللِّحَى".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٥٢ - (٢٥٩)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٥٨٩٣ ،).

### داڑھی چھوڑنا اور اس کی تکریم کرنا واجب ہے

٥٦-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مونچھوں کو صاف کردو، اور داڑھیوں کو چھوڑ دو “، یعنی انھیں بڑھنے دو۔

### فوائد:

1-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ داڑھی کا احترام کرنا واجب ہے، ساتھ ہی اس کا چھوڑنا اور اس کو بڑھانا بھی واجب ہے، اس کا حلق کرانا اور اس کا اکھاڑنا نیز اسے کاٹنا سب ناجائز اور حرام ہے۔

٢-نچلی ہونٹ کے نیچے اگنے والا بال بھی داڑھی کا ایک جزء ہے۔

٣-اس حدیث سے پتہ چلا کہ مونچھ کاٹنا جائز ہے، اس لئے اس کا چھوڑنا ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ١١

***

## أهمية احتساب الأجر في النفقة

٥٧ - عَـنْ سَـعْدِ بْـنِ أَبِـيْ وَقَّـاصٍ ﷺ أَنَّ رَسُـوْلَ اللَّـهِ ﷺ قَـالَ: "إِنَّـكَ لَـنْ تُنْفِـقَ نَفَقَـةً تَبْتَغِـيْ بِهَـا وَجْـهَ اللَّـهِ إِلاَّ أُجِـرْتَ عَلَيْهَـا ، حَتَّـى مَا تَجْعَلُ فِيْ فَمِ امْرَأَتِكَ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٥٦، واللفـظ لـه، وصـحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ٥ - (١٦٢٨)،).

### اجر وثواب کی نیت سے خرچ کرنے کی اہمیت

۵۷- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’بیشک تم جو کچھ خرچ کرو اور اس سے تمہاری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تم کو اس کا ثواب ملے گا، یہاں تک کہ اس (لقمہ) پر بھی جو تم نے اپنی بیوی کے منہ میں ڈالا‘‘۔

## فوائد:

1-اس حدیث سے یہ مستفاد ہوا کہ جس عمل کی نیت میں صالحیت اور اخلاص نہ ہو تو اس عمل پر کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہو گا۔

2-اس حدیث میں اس بات کی وضاحت ہے کہ اسلام میں عبادت کا مفہوم بڑا وسیع ہے حتی کہ جائز معمولی کاموں پر بھی جسے انسان تلذذ کے خاطر رضائے الٰہی کی جستجو میں کرتا ہے اس پر بھی اسے اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

3- عموما نفسی خواہشات کے پیش نظر میاں بیوی کے درمیان ہونے والی دل لگی اس وقت عمل صالح کا روپ لے لیتی ہے جب اس کا مقصد خوشنودی الٰہی بن جائے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 5

❋❋❋

# أحكام الإحداد

٥٨ - عَـنْ أُمِّ عَطِيَّـةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهَـا ، قَالَـتْ: قَـالَ النَّبِـيُّ ﷺ "لاَ يَحِلُّ لامْـرَأَةٍ تُـؤْمِنُ بِاللَّـهِ وَاليَـوْمِ الآخِـرِ، أَنْ تُحِـدَّ فَـوْقَ ثَـلاَثٍ إِلاَّ عَلَـى زَوْجٍ؛ فَإِنَّهَا لاَ تَكْتَحِلُ وَلاَ تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلاَّ ثَوْبَ عَصْبٍ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٣٤٢).

## سوگ منانے کے احکام

۵۸-ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوا شوہر کے، وہ اس کے سوگ میں نہ سرمہ لگائے، نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے مگر یمن کا دھاری دار کپڑا" (جو بننے سے ہی رنگا گیا ہو)۔

## فوائد:

1-احداد کا مطلب یہ ہے کہ عدت گذارنے والی عورت بدن اور کپڑے کی تمام ظاہری زینت سے اپنے آپ کو دور رکھے جیسے سرمہ لگانا، کریم و پوڈر کا استعمال کرنا جو زینت کی عموماعورت اپنے شوہر کے لئے اختیار کرتی ہے، اور ایسے ہی عطر وخوشبو اور زیور اور نئے کپڑے وغیرہ استعمال کرنا یہ سب منع ہے، معلوم ہو کہ اسلام میں عدت کے لئے کوئی مخصوص لباس نہیں۔

2-اپنے متوفی شوہر پر بیوی چار مہینے دس دن عدت گذارے گی، ہاں اگر وہ حمل سے

ہے تو اس کی عدت بچے کی ولادت تک ہے، اور یہی حکم مطلقہ کا بھی ہے، جوں ہی بچے کی ولادت ہو گی اس کی عدت ختم ہو جائے گی گرچہ شروع حمل سے نو مہینے مکمل ہونے سے پہلے ولادت ہو جائے۔

3- جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس پر چار مہینہ دس دن کی عدت گذارنا واجب ہے چاہے عقد نکاح کے بعد شوہر نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

4- شوہر کے علاوہ دوسرے پر بھی سوگ منایا جا سکتا ہے لیکن یہ واجب نہیں ہے، اور اس کی مدت تین دن ہے، لیکن اس میں زینت اختیار کرنے میں کوئی پابندی نہیں ہے جو اپنے شوہر کے تعلق سے ہے۔

5- مرد پر سوگ منانے کی کوئی مدت نہیں ہے۔

## راوی کا تعارف:

نسیبہ بنت حارث انصاری رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عطیہ ہے، آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی صحابیات میں سے ہیں، آپ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

آپ سات غزوہ میں رسول کے ساتھ تھیں، وہاں زخمیوں کا علاج کرنا، چوٹ کھائے مجاہدین کی دیکھ ریکھ کرنا، پیاسوں کو پانی پلانا، شہداء کو مدینہ منتقل کرنا آپ کا اہم مشغلہ تھا، جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں:

غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ،

أَخْلُفُهُـمْ فِـي رِحَـالِهِمْ؛ فَأَصْـنَعُ لَهُـمُ الطَّعَـامَ، وَأُدَاوِي الْجَرْحَـى، وَأَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضَى.

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٤٢ - (١٨١٢)، ).

میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہی ، میں ڈیرے میں ان کی جانشینی کرتی ، ان کے لئے کھانا بناتی ، زخمیوں کا دواعلاج کرتی ، اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان جلیل القدر صحابیات میں ہوتا ہے جنہیں دو شرف بیک وقت حاصل ہے ایک تو نبی اکرم ﷺ کی صحبت اور آپ کے ساتھ جنگوں میں شرکت ، اور مسلمانوں کے درمیان علم و فقہ کی نشرو اشاعت ، یہ ایسا شرف ہے جو مسلمان کی خواتین میں سے بہت ہی کم کو حاصل ہے۔

اور آپ ہی نے رسول اکرم ﷺ کی بیٹی زینب کو ان کی وفات کے بعد غسل دیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ اپنی آخری عمر میں بصرہ منتقل ہو گئیں ، وہاں لوگوں نے آپ کے علم و فقہ سے خوب استفادہ کیا ، بہت سے صحابہ و تابعین نے آپ سے جنائز اور غسل میت کے احکام سیکھے ، آپ سے تقریبا ۴۰ احادیث مروی ہیں ، اور آپ سن ۷۰ ھ کے آس پاس تک زندہ رہیں۔

***

## الإسلام دين الرحمة

٥٩ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا، حَتَّى مَاتَتْ؛ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، لاَ هِيَ أطعمَتْها وَسَقَتْها؛ إِذْ حَبَسَتْها، وَلاَ هِيَ تَرَكَتْها؛ تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الأَرْضِ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٤٨٢، واللفظ له، وصحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ١٥١ - (٢٢٤٢)،).

### اسلام دین رحمت ہے

۵۹-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت جہنم میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے کے لئے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لئے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی“۔

### فوائد:

1-بے سبب جانوروں کو قید کرنا اور انھیں کھانے پینے سے محروم رکھنا یہ سنگ دلی اور طبیعت میں سختی کا شاخسانہ ہے اور ساتھ ہی یہ انتہائی بد خلقی و بے رحمی کی دلیل ہے۔

2-بلی کی موت کے سبب اس عورت کا جہنم داخل ہونا اس بات پر غماز ہے کہ

جانوروں کو عذاب دینااورانہیں مارناپیٹنا،اور بے سبب قتل کرنا کتنا بڑاگناہ ہے۔

3-اس سے پتہ چلا کہ اگر جانور کو چاہے بلی ہو یا پرندہ کھانا پانی اور علاج و دیگر ضروریات زندگی فراہم کی جائے تو قید کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

4-بغیر شرعی سبب کے اگر کوئی شخص کسی جانور کو عذاب دیتا ہے یا اسے قتل کرتا ہے تو آخرت میں اسے عذاب دیا جائے گا۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۱۱

***

# هذا دُعَاءٌ أَفْضَلُ

٦٠ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّـهِ ﷺ: "مَـا مِـنْ دَعْـوَةٍ يَـدْعُو بِهَـا الْعَبْـدُ أَفْضَـلَ مِـنْ، اَللّهُـمَّ إِنِّـيْ أَسْـأَلُكَ الْمُعَافَـاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٨٥١، وصححه الألباني).

## دعاوں میں افضل دعا

٦٠-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ جو بھی دعا مانگتا ہے وہ اِس دعا سے زیادہ بہتر نہیں ہو سکتی (وہ دعا یہ ہے): اَللّهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت چاہتا ہوں"۔

## فوائد:

1-دلی توجہ، خشوع وانکساری اور خالص دل سے اس دعا کا کثرت سے پڑھنا مستحب ہے، تاکہ انسان کا اللہ کے ساتھ جو ظن ہے وہ ناکام ونامراد نہ ہو، اور اسے امن وعافیت، اور سلامتی وسعادت نصیب ہو۔

2-اس حدیث میں اس دعا کے پڑھنے کی ترغیب ہے تاکہ اللہ اسے تمام مشکلات اور جملہ فتنہ، گمراہیاں اور شیطانی وسواس سے اس کی حفاظت فرمادے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

# وجوب رَدْعِ المعتدي

٦١ -عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ؛ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ أَهْلِهِ، أو دُوْنَ دَمِهِ، أو دُوْنَ دِيْنِهِ؛ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٤٧٧٢، واللفظ له، وجامع الترمذي، رقم الحديث ١٤٢١، وسنن النسائي، رقم الحديث ٤٠٩٥، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٥٨٠، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## حملہ آور کا منہ توڑ جواب دینا واجب ہے

٦١- سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنا مال بچانے میں مارا جائے وہ شہید ہے، اور جو اپنے بال بچوں کو بچانے یا اپنی جان بچانے یا اپنے دین کو بچانے میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے''۔

## فوائد:

1- مسلمان کا اپنی ذات و مال، اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے دفاع کرنا واجب ہے جب بھی کوئی اس پر حملہ آور ہو، اور آسانی و نرمی سے دفاع کرے، اگر حملہ آور قتل کے سوا کسی اور طریقہ سے مندفع نہیں ہوتا تو اس کا قتل کرنا بھی جائز ہے اور اس پر

کوئی نہ قصاص ہے اور نہ ہی دیت اور کفارہ، کیونکہ شریعت نے اس کے قتل کی اجازت عطا کی ہے، اور حملہ آور مقتول سے جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے، اور دفاع کرنے والا اگر قتل ہو جائے تو ان شاءاللہ وہ شہید ہے۔

2-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان اس کی ذات ، دین، اور مال واہل اللہ کے نزدیک بڑے محترم ہیں، اگر اس کے کسی چیز پر حملہ ہو تو اسے دفاع کا حق دیا گیا ہے، اور اگر وہ دفاع کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو شہید ہے۔

## راوی کا تعارف:

ابو الاعور سعید بن زید العدوی القرشی رضی اللہ عنہ کا شمار اخیار صحابہ میں ہوتا ہے، آپ کی ولادت مکہ میں ہجرت سے پہلے سن ۲۲ میں ہوئی، آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی، اور غزوہ بدر چھوڑ کر باقی تمام غزوات میں شریک رہے، غزوہ بدر میں اس لئے شرکت نہیں ہو سکی کیونکہ آپ شام کے راستے پر ایک قافلہ کی جاسوسی پر تعیینات تھے، آپ ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی ہے، آپ اور آپ کی بیوی ام جمیل فاطمہ بنت الخطاب اولین اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔

آپ نے گرچہ غزوہ بدر میں شرکت نہیں فرمائی اس کے باوجود اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں آپ کا حصہ مقرر فرمایا، کتب حدیث میں آپ سے کل ۴۸ حدیثیں مروی ہیں۔

آپ کی وفات عقیق میں سن ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی اور آپ کی لاش عقیق سے مدینہ لوگوں کے کندھوں پہ لائی گئی۔

***

□

# غَصْبُ الأَرْضِ حرام في الإسلام

٦٢ - عَـنْ سَـعِيْدِ بْـنِ زَيْـدٍ ﷺ قَـالَ سَـمِعْتُ رَسُـوْلَ اللَّـهِ ﷺ يَقُوْلُ: "مَنْ ظَلَمَ مِنَ الأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٢٤٥٢، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٣٧ - (١٦١٠)،).

## کسی کی زمین غصب کرنا اسلام میں حرام ہے

٦٢-سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی کی زمین ظلم سے لے لی، اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا“۔

## فوائد:

1-اسلام حقوق وجائداد کی حفاظت کا حکم دیتا ہے اور کسی کی زمین وجائداد ہڑپنے کو سخت حرام قرار دیتا ہے۔

2-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ظاہری زمین کا مالک ہوگا وہی اس کے اندرونی زمین کا بھی مالک ہوگا، اس کے اندر چاہے پتھر ہو یا تیل وگندھک ہو یا تانبا پیتل یا کوئلہ وغیرہ سب اسی کا ہوگا، نیز اگر پڑوسی کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ نہ ہو تو جتنا چاہے گہرا کھدائی کر سکتا ہے۔

3-دینی تعلیمات کی پابندی ہر مسلمان پر واجب ہے ، وہ کسی بھی شخص کی پراپرٹی چوری ، غصب یا دھوکا یا خیانت یا رشوت کے ذریعہ ہڑپنے کا حق نہیں رکھتاہے۔

4-اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ زمین کے ہڑپنے والے کو ظلما جتنی زمین ہڑپی تھی قیامت کے روز میدان محشر تک اسے اٹھاکر لانے کا مکلف بنایا جائے گا،اور وہ اس کے گردن میں طوق کے مانند ہو گی.

یا اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ اس زمین کو اسے اپنے لئے طوق بنانے کا حکم دیا جائے گا حالانکہ وہ ایسا نہیں کر سکے گا جس کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا.

اس کا ایک مفہوم اور بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ گناہوں کا طوق ہو گا جو اس کے گردن سے چمٹا ہو گا.

بعض اہل علم نے اس کا یہ مفہوم بھی بیان کیا ہے کہ اسے اس غصب والی زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور وہ زمین اس کی گردن میں طوق کی طرح لٹکی ہو گی ، اور اس کی گردن لمبی کر دی جائے گی تاکہ پوری زمین اس میں لٹک سکے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 61

***

□

# التحذير من الافتتان بالمال

٦٣ - عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِـكٍ ﷛ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَكْبُـرُ ابْـنُ آدَمَ، وَيَكْبُـرُ مَعَـهُ اثْنَتَـانِ: حُـبُّ الْمَـالِ، وَطُـوْلُ الْعُمْرِ".

(صـحيح البخـاري، رقـم الحـديث ٦٤٢١، واللفـظ لـه، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١١٥ - (١٠٤٧)).

## مال کے فتنہ سے بچنے کا حکم

٦٣-انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں، مال کی محبت اور عمر کی درازی“۔

### فوائد:

1-اسلام میں حلال مال کی بڑی قیمت ہے، کیوں نہ ہو اسی بنیاد پر متعدد عبادتیں مشروع ہیں جیسے زکاۃ، حج اور جہاد، اور یہی لوگوں کی معیشت اور ضروریات کے مضبوط کھمبے ہیں، اسی وجہ سے اسلام نے مفلس بن کر جینے کا حکم نہیں دیا، ہاں جو مال اللہ کی اطاعت سے غافل کردے اس سے بچنے کا حکم آیا ہے اور اسی طرح اس مال کے جمع کرنے کی حرص کی مذمت آئی ہے جس سے انسان فتنہ کا شکار ہو جائے۔

2-جب انسان کی عمر اطاعت الٰہی میں دراز ہو تو اسے قربت الٰہی بھی خوب زیادہ حاصل ہوتی ہے،اور آخرت میں اسے رفعت وبلندی بہت زیادہ ملتی ہے۔

3-جس زندگانی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری نہ ہو انسان کی اس درازی عمر میں کوئی خیر و بھلائی نہیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۳

***

## من الأذكار عقب الصلوات المكتوبة

٦٤ - عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهَـا، قَالَـتْ: كَـانَ النَّبِـيُّ ﷺ إِذَا سَـلَّمَ، لَـمْ يَقْعُـدْ إِلاَّ مِقْـدَارَ مَـا يَقُـوْلُ: "اَللَّهُـمَّ أَنْـتَ السَّـلاَمُ وَمِنْـكَ السَّـلامُ، تَبَارَكْـتَ يَـا ذَا الْجَـلالِ وَالإِكْرَامِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٣٦ - (٥٩٢)،).

### فرض نماز کے بعد کے اذکار

۶۴-عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صلاۃ سے سلام پھیر چکتے تو بس اتنی ہی دیر اس جگہ (روبقبلہ) بیٹھے رہتے جتنی دیر میں آپ "اَللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ وَمِنْكَ السَّلاَمُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ" کہہ لیتے۔

### فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام پھیرنے کے بعد امام اپنی جگہ سے اٹھ سکتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اپنے مصلی پر مذکورہ دعا پڑھنے کے مقدار ہی قبلہ رخ بیٹھتے اور پھر نمازیوں کی طرف اپنا چہرہ پھیر لیتے۔

2-اس ذکر کے سوا مختلف اذکار کی وضاحت حدیث میں آئی ہے جیسے تین بار استغفر اللہ پڑھنا۔

3-"اَللّٰهُمّ أَنْتَ السّلامُ" یہاں السلام اللہ کے اسمائے حسنی میں سے ہے جس کا معنی ہے، اے اللہ! تو تمام عیوب اور آفات اور جملہ نقائص سے سالم و محفوظ ہے بلکہ ہر اس

چیز سے جو اس کے شان جلالی کے لائق نہ ہو۔

"وَمِنْكَ السَّلَامُ" یہاں السلام سے سلامتی مراد ہے یعنی تو ہی سلامتی عطا کرتا ہے،اور الجلال کا معنی عظمت ہے اور الاکرام کا معنی احسان ہے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر:١٦

***

## إقبال الإمام على المأمومين بعد الصلاة

٦٥ - عَـنْ سَـمُرَةَ بْـنِ جُنْـدَبٍ ﷺ قَـالَ: كَـانَ النَّبِـيُ ﷺ إِذَا صَـلَّى صَلَاةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٨٤٥، واللفظ له، وصحيح مسلم، جزء من رقم الحديث ٢٣ - (٢٢٧٥)،).

## نماز کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا

٦٥- سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب صلاۃ (فرض) پڑھا چکتے تو ہماری طرف منہ کرتے۔

### فوائد:

1- نماز سے سلام پھیرنے کے بعد امام کا مصلین کے روبرو ہونا مستحب ہے، جب وہ استغفر اللہ تین بار اور "اَللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" پڑھ کر فارغ ہو جائے۔

2- بعض علماء کے قول کے مطابق نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کا محراب میں نماز کی ہیئت میں بیٹھنا مکروہ ہے، اس لئے اس کراہت کو دور کرنے کے لئے اسے اپنی ہیئت بدلنی چاہئیے اور مصلین کے روبرو ہونا چاہئے۔

3- نماز ختم ہونے کے بعد امام مصلیان سے روبرو ہو تا کہ انھیں دینی اور دنیاوی اُمور سیکھنے میں آسانی ہو۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 30

***

# جواز خروج النساء إلى المساجدِ

٦٦ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لاَ تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٣٦ - (٤٤٢)، واللفظ له، وصحيح البخاري، رقم الحديث ٩٠٠).

## خواتین کے مسجد جانے کا جواز

٦٦-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی باندیوں کو اللہ کے گھروں میں جانے سے نہ روکو“۔

## فوائد:

١-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواتین باجماعت نماز کی ادائیگی کی خاطر مسجد جاسکتی ہیں ، گرچہ ان کا گھر میں نماز ادا کرنا بہتر و افضل ہے ، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی عورتوں کو مسجد سے مت روکو ، اور گھر ان کے لئے بہتر ہے“۔( سنن أبي داود ، رقم الحديث ٥٦٧ ، وصححه الألباني).

٢ -اگر بیوی مسجد جاکر نماز پڑھنے کی اجازت شوہر سے طلب کرے اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اس حدیث کی روشنی میں شوہر اجازت دے سکتا ہے۔

3-کسی بھی عورت کاخوشبو لگاکر اور زیب و زینت اختیار کرکے مسجد جانا کسی بھی حالت میں جائز نہیں، جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کاارشادہے: "کوئی بھی عورت تم میں سے مسجد جائے توقطعاخوشبونہ لگائے"۔(صـــحيح مســـلم، رقم الحديث ١٤٢ - (٤٤٣)، ).

راوی کاتعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ١١

***

# من أحكام المسح على الخفين

٦٧ - عَنِ المُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ؛ فَأَهْوَيْتُ لأَنْزِعَ خُفَّيْهِ؛ فَقَالَ: "دَعْهُمَا؛ فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ"؛ فمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٢٠٦، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٨٠ - (٢٧٤)).

## چرمی موزوں پر مسح کے احکام

٦٧- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو میں نے چاہا (کہ وضو کرتے وقت) آپ کے موزے اتار دوں تو آپ نے فرمایا: "انھیں رہنے دو چونکہ جب میں نے انھیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے "۔یعنی میں وضو سے تھا، پس آپ نے ان پر مسح کیا۔

### فوائد:

١-موزہ سے مقصود حدیث میں وہ چیز ہے جو پیر پر پہنا جائے چاہے وہ چمڑے کا بنا ہو یا دیگر چیزوں سے۔

٢-اس حدیث سے موزے پر مسح کی مشروعیت کا علم ہوا، مسح کرنا جائز ہے سفر و حضر دونوں میں اور اسی طرح سردی و گرمی دونوں موسم میں، شرط صرف اتنی ہے کہ اسے کامل طہارت کی حالت میں پہنا گیا ہو۔

۳۔موزے پر مسح کی مدت کا آغاز وضوٹوٹنے کے بعد پہلی بار مسح سے ہو گا، اور یہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات ، اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:35

***

□

## مِن أحكام المسح على الجَوْرَبَيْنِ

٦٨ - عَنِ المُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الجَوْرَبَيْنِ والنَّعلينِ.

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٩٩، واللفظ له، وسنن أبي داود، رقم الحديث ١٥٩، وسنن النسائي، رقم الحديث ١٢٥(م)، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٥٥٩، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## پائتابے پر مسح کا حکم

٦٨- مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

## فوائد:

1-جورب اس موزے کو کہتے ہیں جو روئی وغیرہ سے بنا ہو۔

2-اپنی شروط، اوصاف اور مدت میں بالکل چرمی موزے جیسا ہی اس کا بھی حکم ہے۔

3-موزہ اگر انتہائی باریک ہو، یا پورے قدم کو نہ ڈھانپنے والا ہو تو اس پر مسح جائز نہیں کیونکہ وہ کھلے قدم جیسا ہے۔

**راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 35**

***

## النهي عن التقاط لقطة من أحرم بالحج

٦٩ - عَـــنْ عَبْـــدِ الـــرَّحْمَنِ بْـــنِ عُثْمَـــانَ التَّيْمِـــيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُقَطَةِ الْحَاجِّ.

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١١ - (١٧٢٤)، ).

## محرم کے لئے راستہ میں گری پڑی چیزوں کے اٹھانے کی ممانعت

٦٩-عبدالرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کی گری ہوئی چیز اٹھانے سے منع فرمایا۔

### فوائد:

١-لقطہ کہتے ہیں اس گمشدہ سامان کو پانے والا جس کے اصل مالک سے نا واقف ہو، یا کسی کا ضائع شدہ مال۔

٢-حرم کے علاوہ پوری دنیا میں لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اسے پانے والا ایک سال تک لوگوں میں اس کا چرچہ کرے، پھر اگر اس کا حق دار سامنے نہ آئے تو اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور اگر گری پڑی چیز معمولی قسم کی ہو تو اس کے پرچار کرنے کی ضرورت نہیں۔

٣-حرم کی گری پڑی چیز جس کے ضائع و برباد ہونے کا خوف نہ ہو تو اس کا اٹھانا کسی کے لئے جائز نہیں، اور جب تک مکہ میں رہے اس کی تشہیر کرتا رہے، اور جب مکہ سے کوچ کرنے کا ارادہ کرے تو اسے اس شعبہ کے ذمہ داروں کے سپرد

کردے، کسی بھی حال میں اس کا مالک بننا اس کے لئے جائز نہیں، اور حرم کی گری پڑی چیز کا اٹھانا بھی اسی شخص کے لئے جائز ہے جو اس کی تشہیر کرے بصورت دیگر اس کا اٹھانا بھی درست نہیں۔

## راوی کا تعارف:

عبدالرحمن بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں ، حدیبیہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت فرمائی، ایک قول کے مطابق آپ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، عمرۃ القضاء میں آپ کی پہلی جنگی حاضری تھی اس کے بعد آپ معرکہ یرموک میں پیش پیش رہے۔

سن 73ھ میں مکہ میں آپ کو قتل کر دیا گیا۔

***

□

# من أوصاف أهل النار

٧٠ - عَـــنْ أَبِـــيْ هُرَيْـــرَةَ ﷛ قَـــالَ: قَـــالَ رَسُـــوْلُ اللّـــهِ ﷺ: "ضِـــرْسُ الْكَـــافِرِ أَوْ نَـــابُ الْكَـــافِرِ مِثْـــلُ أُحُـــدٍ، وَغِلَـــظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلاَثٍ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٤ - (٢٨٥١)، ).

## جہنمیوں کے اوصاف

70- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(قیامت کے دن) کافر کا دانت یا اس کی کچلی احد پہاڑ کے برابر ہو گی۔ اور اس کی کھال کی موٹائی تین (دن) کی مسافت کے برابر ہو گی“۔

## فوائد:

1-اللہ نے شر اور تمام عذاب کو کامل طور پر جہنم میں بنایا، اور جہنم عذاب کا گھر ہے جسے اللہ نے کافروں اور منافقوں اور نافرمانوں کے لئے آخرت میں تیار کر رکھا ہے۔

۲-جہنمی اپنی دنیاوی حالت پر باقی نہیں رہیں گے، ان کے جسم موٹے لمبے اور عریض ہو جائیں گے، وہاں ان کے جسم بلند پہاڑ سے بھی زیادہ ضخیم ہو جائیں گے، اور ایسے ہی ان کے دانت اور چمڑے بھی تاکہ انھیں سخت عذاب چکھایا جائے۔

۳۔ جہنم میں کافر کا عذاب نہ منقطع ہوگا اور نہ ہی ہلکا بلکہ وہ مسلسل عذاب میں مبتلا رہے گا، اور انھیں مختلف قسم کے عذاب سے دوچار کیا جائے گا، موت کو وہ ہر سمت سے دیکھیں گے لیکن موت انھیں نہ آئے گی کہ روح نکل جائے اور انھیں راحت وچین نصیب ہو جائے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

❋❋❋

□

## من أوصاف جهنم

٧١ - عَـنْ عَبْـدِ اللّـهِ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّـهِ ﷺ: "يُـؤْتَى بِجَهَـنَّمَ يَوْمَئِـذٍ لَهَـا سَـبْعُوْنَ أَلْـفَ زِمَـامٍ، مَـعَ كُـلِّ زِمَـامٍ سَـبْعُوْنَ أَلْـفَ مَلَـكٍ يَجُرُّوْنَهَا". (صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٩ - (٢٨٤٢)، ).

### جہنم کے اوصاف

۷۱-عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس دن جہنم لائی جائے گی، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچتے ہوں گے''۔

### فوائد:

1-اس حدیث میں جہنم کے حجم کی عظیم ضخامت بیان کی گئی ہے جو انتہائی وسیع و عریض اور ہولناک وخوفناک ہوگی۔

2-اللہ نے جہنم کی آگ کو پیدا کیا، اور کافروں، مجرموں اور دین اسلام اور اس کی تعلیمات کی مخالفت کرنے والے نافرمانوں کا ٹھکانا بنایا، اسے اپنی غضب ناکی اور ناراضگی سے بھر دیا۔

3-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم کے ستر ہزار لگام ہوں گے اور ہر ایک لگام کے کھینچنے کے لئے ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲

***

# الإيمان بالبعث بعد الموت

٧٢ - عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ قَـالَ: سَـمِعْتُ النَّبِـيَّ ﷺ يَقُـوْلُ: "يُبْعَـثُ كُـلُّ عَبْـدٍ عَلَـى مَـا مَـاتَ عَلَيْـهِ". (صحيح مسلم، رقم الحديث ٨٣ - (٢٨٧٨)، ).

## موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا

۷۲- جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہر بندہ (ایمان ویقین کی) اس حالت میں اٹھایا جائے گا جس حالت میں مرا تھا''۔

## فوائد:

۱-اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ دنیا میں جو بھی انسان بھلائی یا برائی کرے گا اس کا نتیجہ ضرور دیکھے گا، اور ہر انسان آخرت میں اپنے عمل کے مطابق جزاء وسزا کا مستحق ہوگا۔

۲-ہر انسان کو اپنے ارتکاب کردہ گناہوں سے ڈرنا چاہئے، کیونکہ وہ اس کے حق میں اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی نقصان دہ ہے۔

۳-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کا آخری عمل ہی سب سے بڑا نتیجہ خیز ہے، جس عقیدہ، عمل اور کردار پر دنیا میں اس کی موت ہوتی ہے قیامت کے دن اسی پر اسے اٹھایا جائے گا۔اللہ ہمارا خاتمہ خیر کے ساتھ فرمائے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:22

***

## نفي الجوعِ عمن يتناول التمر

٧٣ - عَـنْ عَائِشَـةَ رَضِـيَ اللَّـهُ عَنْهَـا ، أَنَّ النَّبِـيَّ ﷺ قَـالَ: "لاَ يَجُوْعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٥٢ - (٢٠٤٦)، ).

### کھجور کھانے والا بھوکا نہیں رہے گا

۷۳-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسے گھر کے لوگ جن کے پاس کھجور ہو بھوکے نہیں رہیں گے“۔

## فوائد:

۱-اس حدیث میں کھجور کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اپنے گھروں میں اس کی ذخیرہ اندوزی کی ترغیب دی جارہی ہے۔

۲-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھجور کے اندر اتنی غذائیت ہے کہ اس کا تناول فرمانے والا بھوک سے بے نیاز ہو جاتا ہے،اوراس کی ذخیرہ اندوزی سے اہل خانہ بھوک مری کے شکار نہیں ہوں گے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:16

***

# المبادرة إلى التوبة

٧٤ - عَــنْ أَبِــيْ هُرَيْــرَةَ ﷛ قَــالَ: قَــالَ رَسُــوْلُ اللّــهِ ﷺ: "مَــنْ تَــابَ قَبْــلَ أَنْ تَطْلُــعَ الشَّــمْسُ مِــنْ مَغْرِبِهَــا، تَــابَ اللّــهُ عَلَيْه".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٤٣ - (٢٧٠٣)، ).

## توبہ کرنے میں جلدی کرنا

۷۴-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے (وقوع قیامت) سے پہلے توبہ کرلے تو اللہ اس کا توبہ قبول فرمالے گا‘‘۔

## فوائد:

۱-توبہ کا مطلب ہے اللہ کی نافرمانیوں سے ہٹ کر اللہ کی فرمانبرداری کی طرف آنا، اس حدیث میں ترغیب ہے کہ ہم اپنے تمام گناہوں سے فوراتائب ہوں، اوراللہ توبہ اسی وقت قبول فرماتاہے جب درج ذیل شرطیں پائی جائیں:

الف-توبہ کا مقصد رضائے الہی ہو اس سے کوئی دنیاوی چاہت یالوگوں کی مدح وثنامطلوب نہ ہو۔

ب-گناہوں سے کلی طور پر دست بردار ہونا۔

ج-اپنے کئے پر پشیماں ہونا۔

د-دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔

ھ-اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہے تو ان کے حقوق واپس کرنا۔

س-سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کرلینا۔

خ-موت کی گڑگڑاہٹ سے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے کرلینا۔

2-ہر گنہ گار پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے توبہ کرے گرچہ اس سے گناہ بار بار سرزد ہو،وہ اپنے گناہوں سے توبہ نصوحہ کرے،اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

3-سورج کا مغرب سے طلوع ہونا یہ اللہ کی قدرت کی اہم نشانی ہے،اور یہ قرب قیامت سے پہلے رونما ہوگی۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 1

***

# النهي عن الحلف في البيع

٧٥ - عَـنْ أَبِـيْ قَتَـادَةَ الأَنْصَـارِيِّ ﷺ أَنَّـهُ سَـمِعَ رَسُـوْلَ اللَّـهِ ﷺ : يَقُوْلُ: "إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ؛ فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٣٢ - (١٦٠٧)، ).

## خرید وفروخت میں قسم کھانے کی ممانعت

۷۵-ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بیع میں زیادہ قسم کھانے سے بچو، اس لیے کہ وہ سامان کی نکاسی کر دیتی ہے، پھر (نفع کو) مٹا دیتی ہے“۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت خرید و فروخت میں قسم کھانا حرام ہے، اور ایسا کرنے سے اس کے پاداش میں حاصل ہونے والے نفع بھی ختم ہو جاتا ہے، اور انسان گناہ بے لذت کا شکار ہو جاتا ہے۔

۲-مسلم تاجر کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائز طریقوں کو اپنا کر حلال کمائی کمانے کی کوشش کرے، اپنے بارے میں اللہ کا خوف کھائے، اور قسم کھانے سے گریز کرے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 8

***

# تحريم الحلف بغير الله

٧٦ - عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمَنِ بْـنِ سَـمُرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ: "لاَ تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ، وَلاَ بِآبَائِكُمْ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٦ - (١٦٤٨)، ).

## غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت

٧٦- عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"بتوں کی قسمیں نہ کھاؤ، اور نہ ہی اپنے آباءواجداد کی"۔

## فوائد:

١- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بھی مخلوق کی قسم کھانا حرام ہے۔

٢- طواغی یہ طاغیۃ کی جمع ہے، اس سے مراد حدیث میں بت اور باطل معبود ہیں، یا اس کا ایک دوسرا مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ ہر وہ شخص طواغی میں سے ہے جو کفر و شر کی تمام حدیں پار کر جائے۔

### راوی کا تعارف:

أبو سعید عبدالرحمن بن سمرہ القرشی صحابی رسول اور ایک اچھے قائد و نامور والی تھے، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے، سجستان، کابل اور دیگر کئی ملکوں کو فتح کیا، اور آپ سجستان کے والی تھے، اور خراسان کی جنگ کی اور وہاں بہت سی فتوحات حاصل کی، بعد میں آپ بصرہ واپس آگئے اور غزوہ موتہ میں آپ نے بڑا حصہ

لیا جس کی بڑی شہرت ہے۔

کتب حدیث میں آپ کی روایت کی مجموعی تعداد 14 ہے، اخیر میں آپ بصرہ میں سکونت پذیر ہوئے اور سن 50 یا 51ھ میں وہیں وفات پائے۔

***

□

## فضل السواك

٧٧ - عَـنْ عَائِشَــةَ رَضِـيَ اللَّــهُ عَنْهَــا ، عَـنِ النَّبِــيِّ ﷺ قَــالَ: "السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ".

(سنن النسائي، رقم الحديث ٥ ، وصححه الألباني).

### مسواک کرنے کی فضیلت

۷۷-ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسواک منہ کی پاکیزگی، رب تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے''۔

## فوائد:

۱-اس حدیث میں مسواک کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کیونکہ اس سے منھ کی صفائی ہوتی ہے اور اس سے پیدا ہونے والی بدبو بھی دور ہو جاتی ہے، اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

۲-مسواک ہی میں شامل ہیں موجودہ دور کے ایجاد کردہ دانت صاف کرنے والے برش وغیرہ جس سے بھی دانت کی صفائی اور اس سے بدبو دور ہوتی ہے، اس کے علاوہ انگلیوں سے مسواک کا درجہ حاصل نہ ہوگا اور نہ ہی اس سے منھ کی صفائی ہوگی۔

۳-مسواک کے چند آداب:

الف-لوگوں کے بیچ یا عام بھری محفلوں میں مسواک نہ کیا جائے کیونکہ یہ مروت کے خلاف ہے۔

ب- گھن کی جگہوں سے ہٹ کر مسواک کیا جائے۔

ج- مسواک کرنے سے فارغ ہونے کے بعد مسواک کو دھولیا جائے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر:16

***

□

# إكرام النساء في الإسلام

٧٨ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ آخِرِ الْيَوْمِ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٥٢٠٤، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ٤٩ - (٢٨٥٥)،).

## اسلام میں عورت کا احترام

۷۸- عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے ہم بستر ہو''۔

## فوائد:

۱-اسلام خواتین کی تکریم کرنے،ان کے ساتھ نرمی واحسان کا برتاو کرنے، اوران پر صبر کرنے کی دعوت دیتا ہے،ان پر صبر کرنااور تشدد کانشانہ نہ بنانا ہی ان کے ساتھ اچھاسلوک کرنا ہے۔

۲-اسلام الفت و محبت اور حسن معاشرت کی ترغیب دیتا ہے،اس کی بنا پر بیوی کو جسمانی تکلیف پہونچانے سے بچنا ضروری ہے۔

۳- حسن معاشرت اور میاں بیوی کے درمیان گہری محبت جنسی تعلق کے قیام میں بہت اہم رول ادا کرتے ہیں اور انھیں نہایت خوشگوار بنادیتے ہیں ، جبکہ

مار پیٹ اور جسمانی اذیت یا باہمی اختلافات دونوں کی خوشگوار زندگی کو زہر آلود کردیتے ہیں، اسی وجہ سے بیوی کو مارنے کی اس حدیث میں مذمت کی طرف اشارہ ہے۔

## راوی کا تعارف:

عبداللہ بن زمعہ قرشی اسدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، سن 35ھ میں رونما ہونے والے اس فتنہ میں جس میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی اسی میں آپ کو بھی قتل کردیا گیا تھا، ایک قول کے مطابق سن 63ھ میں مدینہ میں واقع ہونے والے یوم حرہ کے موقع پر آپ کا قتل ہوا، اللہ اعلم بالصواب۔

***

# الحث على اختيار صُحبة الصالحين

٧٩ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُ الأَصْحَابِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ١٩٤٤، قال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن غريب، وصححه الألباني).

## نیک لوگوں کی صحبت اپنانے کی ترغیب

۷۹- عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے بہتر دوست وہ ہے جو لوگوں میں اپنے دوست کے لیے بہتر ہے، اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہتر ہے''۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے دوست اور پڑوسی کے حق میں مفید ہوگا اتنا ہی اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بلند ہوگا اور اتنا ہی وہ اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

۲-ایک مسلمان کا سب سے پیارا کام یہ ہے کہ دوستی کے لئے ایسے نیک طینت لوگوں کا انتخاب کرے جو اسلامی تعلیمات کو بالکل صحیح شکل میں اپنی زندگی کا مشغلہ بناتے ہیں، تاکہ قیامت کے دن وہ انھیں لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے، اور ایک

مسلمان کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ فاسقوں اور برے لوگوں کی صحبت سے اپنے کو دور رکھے۔

## راوی کا تعارف:

ملاحظہ ہو حدیث نمبر:37

***

## دعاء الولد من أسباب رفع درجات الوالدين

٨٠ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ الرَّجُـلَ لَتُرْفَـعُ دَرَجَتُـهُ فِـي الْجَنَّـةِ؛ فَيَقُـوْلُ: أَنَّـى لِـيْ هَـذَا؟ فَيُقَـالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣٦٦٠، وحسنه الألباني).

### بیٹے کی دعا والدین کے لئے بلندی درجات کا سبب ہے

٨٠-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک شخص کا مقام جنت میں اونچا کیا جائے گا، تو وہ بولے گا: یہ میرا مقام کہاں سے؟ تو اس کو بتایا جائے گا: آپ کے لئے آپ کے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے آپ کو یہ مقام حاصل ہوا"۔

### فوائد:

١-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت کی بڑی اہمیت ہے، انھیں صحیح عقیدے، جملہ عبادات اور اسلامی اخلاق و آداب کی تعلیم و تربیت سے مزین کرنا چاہئے، تاکہ وہ نیک و صالح بن کر والدین کے حق میں دعائے استغفار کرے، اور اس دنیا کے شر و فساد سے بچ سکے۔

٢-مسلمان اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے دعا و استغفار کریں، اگر باحیات ہوں تو انکے ساتھ رحمت و شفقت کا برتاو کریں اور اگر وہ فوت ہو چکے ہوں تو

ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کریں۔

۳-اولاد کی دعاوں سے اللہ کے نزدیک والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: 1

***

□

# من أحكام الجُنُبِ والجَنَابَةِ

٨١ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا؛ فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ؛ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢٢ -(٣٠٥)، ).

## جنبی اور جنابت کے احکام

81- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور سونے کا یا کھانے کا ارادہ کرتے تو پہلے ویسا ہی وضو کرتے جیسا وضو صلاۃ کے لیے کرتے تھے۔

## فوائد:

۱- جنبی کہتے ہیں جس نے ہمبستری کی ہو گرچہ منی نہ خارج ہوئی ہو، یا منی خارج ہوئی ہو اور ہمبستری نہ کیا ہو، اس میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے، ایسے جنبی کے لئے کھانا پینا اور سونا اور غسل سے پہلے دوبارہ جماع کرنا جائز ہے۔

۲-جنابت والی عورت کے کھانا بنانے، اور بچوں کی دیگر ضروریات پوری کرنے میں جنابت کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۳-جب جنبی کھانا کھانے، یا سونے یا دوبارہ ہمبستری کا ارادہ کرے تو اس کے لئے وضو کرنا مستحب ہے، اور اگر غسل کرلے تو افضل ہے، تاکہ منی کے نکلنے سے

بدن کو جو سستی اور کمزوری لاحق ہوئی ہے وہ طاقت اور چستی دوبارہ لوٹ آئے۔

راوی کا تعارف: ملاحظہ ہو حدیث نمبر:16

***

# ذِكر الله يطرد الشيطان

٨٢ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: "إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ؛ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ؛ قَالَ الشَّيْطَانُ: لاَ مَبِيْتَ لَكُمْ وَلاَ عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ؛ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُولِهِ؛ قَالَ الشَّيْطَانُ: أَدْرَكْتُمُ المَبِيْتَ، وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ: أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ وَالعَشَاءَ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٠٣ - (٢٠١٨)، ).

## ذکر الٰہی سے شیطان بھاگتا ہے

82-جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: ”جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور داخلے کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کو یاد کرے، تو شیطان (اپنے رفیقوں سے) کہتا ہے یہاں تمھارے لیے نہ رہنے کا ٹھکانا ہے اور نہ ہی کھانا ہے، اور جب وہ داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام داخل ہوتے وقت نہیں لیتا تو شیطان کہتا ہے: تمھیں رہنے کا ٹھکانا مل گیا، اور جب کھانے کے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا تو کہتا ہے: تمھیں ٹھکانا بھی مل گیا اور کھانا بھی“۔

## فوائد:

۱-گھر میں داخل ہونے کے وقت اور کھانا کھانے کے وقت ذکر کے التزام کی

اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے،اس لئے ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کا بھرپور اہتمام کرے۔

۲-شیطان اور اس کی جماعت اس گھر میں داخل ہو جاتے ہیں جس گھر والے اللہ کا ذکر نہیں کرتے،اور وہ اس کے گھر میں کھاتے ہیں اور ان کے ساتھ پوری رات رہتے ہیں۔

۳-ذکر الہی سے شیطان بھاگتا ہے،اللہ خوش ہوتا ہے،اور اس کا حزن وملال مٹ جاتا ہے،اور اس سے خوشی وشادمانی،اور سلامتی وسعادت حاصل ہوتی ہے،اس سے ایک مسلمان کو درجہ احسان تک رسائی ہو جاتا ہے پھر وہ اللہ کی عبادت ایسے کرنے لگتا ہے جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲

# الحث على الدعاء في السجود

٨٣ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷛ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: "أَقْـرَبُ مَـا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِن رِّبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ؛ فَأَكْثِرُوْا الدُّعَاءَ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٢١٥ -(٤٨٢)، ).

## بحالت سجدہ دعا کرنے کی ترغیب

83-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے، لہٰذا سجدہ میں زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگا کرو''۔

## فوائد:

1- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ بڑی عبادتوں میں سے ہے جس سے ایک مسلمان کو اللہ کی قربت حاصل ہوتی ہے اور ساتھ ہی وہ اللہ کی رحمت واحسان سے قریب ہو جاتا ہے۔

2- اس سے پتہ چلا کہ ایک مسلمان کے لئے نماز میں دعا کرنا مشروع ہے، نماز چاہے فرض کے قبیل سے ہو یا نفل، اور نماز میں دعا کا افضل محل سجدہ ہے کیونکہ سجدے کی حالت میں وہ اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے، اور وہ اللہ سے سرگوشی کرتا ہے۔

3- قرآن و حدیث سے ثابت شدہ دعاوں کا ہی ایک مسلمان کو اہتمام کرنا چاہئے اور اسی کو یاد کرنا چاہئے، سب سے نفع بخش دعائیں وہ ہیں جو اہل وعیال اور انسان کے دینی و دنیاوی اور اس کے آخرت سے متعلق ہو۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

# تحريم تجصيص القبر

٨٤ - عَـنْ جَـابِرٍ ﷺ قَـالَ: نَهَـى رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّـصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ.

(صحيح مسلم، رقم الحديث ٩٤ -(٩٧٠)، ).

## قبر کو پختہ بنانے کی ممانعت

84- جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

### فوائد:

۱- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبروں کو پختہ بنانا، اس پر عمارتیں کھڑی کرنا، اس پر گنبد بنانا، اس پر حجرہ بنانا اور مسجد بنانا یہ سب حرام و ناجائز ہے کیونکہ ان تمام چیزوں کی میت کو ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی اس کے لئے یہ نفع بخش ہیں۔

۲- قبر کے پختہ بنانے کی ممانعت کے چند اسباب ہیں، انھیں میں سے ایک تو یہ ہے کہ وہ لوگوں کی نگاہوں کا اور ان کی توجہ کا مرکز ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد لوگوں کا یہ اعتقاد بننے لگتا ہے کہ اس کی ضرور کوئی خصوصیت و کرامت ہے، جس سے متاثر ہو کر وہ اس کی بے جا تعظیم و تکریم میں لگ جاتا ہے اور کچھ خاص کام میں لگ جاتا ہے شریعت جس کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔

۳-قبر پر بیٹھنے اور اس سے ٹیک لگانے کی اس حدیث میں واضح طور پر ممانعت ہے کیونکہ یہ میت کے احترام کے منافی ہے، جیسے ایک دفن شدہ مسلمان میت کا احترام لازم ہے وہیں قبر کا احترام بھی ضروری ہے۔

۴-جب قبر پر بیٹھنا اور اس کی طرف ٹیک لگانا حرام قرار پایا تو بھلا وہاں حرام کاموں کا انعقاد کیونکر درست ہو سکتا ہے جیسے سالانہ عرس اور محفل قوالی، اس پر گل اور چادر پوشی، وغیرہ۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۲۲

***

# التحذير من فاحشة اللواط

٨٥ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ؛ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهِ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٤٤٦٢، وجامع الترمذي، رقم الحديث ١٤٥٦، واللفظ لهما، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ٢٥٦١، وقد حسن وصحح الألباني هذا الحديث).

## اغلام بازی کی ممانعت

85-عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے قوم لوط کا عمل (اغلام بازی) کرتے ہوئے پاؤ تو کرنے والے اور جس کے ساتھ کیا گیا ہے دونوں کو قتل کر دو“۔

## فوائد:

1- لواط (بد فعلی) کہتے ہیں کہ آدمی آدمی کے ساتھ جماع کرے، یا مرد عورت کے پاخانے کے راستہ (گانڈ) میں جماع کرے، یہ سب عقل کے ماروں اور بے دین لوگوں اور مغربی تہذیب کے دل دادہ لوگوں کا کردار ہے، اس کے انتہائی ہلاکت خیز جسمانی، اخلاقی، معاشرتی اور طبّی نقصانات ہیں، یہ بشری فطرت سلیم کے مخالف انتہائی گھٹیا عمل ہے، اسی بد فعلی کی وجہ سے اللہ نے قوم لوط کو تباہ و برباد کر دیا جیسا کہ

فرمایا: (فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ) (سورة هود ، الآية ۸۲ ).

۲-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بد فعلی کروانے والا کرنے والے کے مانند ہے اس لئے کہ اس میں دونوں برابر کے شریک ہیں، ان دونوں کی سزا سزائے موت ہے، صحابہ کرام کا اس پر متفقہ فیصلہ تھا کہ دونوں کو قتل کیا جائے، طریقہ قتل کا فیصلہ امام وقت کرے گا کہ اس کی گردن تلوار سے ماری جائے یا پتھر سے رجم کیا جائے، یا اونچے پہاڑ سے ڈھکیل دیا جائے یا پھر اس پر دیوار ڈھا کر قتل کیا جائے، ہاں اگر کسی کے ساتھ جبرا بد فعلی کی گئی ہو تو اس پر کوئی حد نہیں ہے، اور ایسے ہی اگر یہ فعل غیر عاقل یا نابالغ سے سرزد ہو جائے تو انھیں ادب سکھانے کے لئے کچھ سزا دی جائے گی لیکن قتل نہیں کیا جائے گا۔

۳-اغلام بازی فحش کی جملہ اقسام میں سب سے قبیح و گھناونا فعل ہے جس سے یہ جرم سرزد ہوا ہو اسے پردے میں رکھے، اور لوگوں کے سامنے اسے بیان کرکے اپنی فضیحت نہ کرے، بلکہ اللہ سے سچی توبہ کرے، اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو، اور اس جیسا فعل دوبارہ نہ کرنے کا عزم کرے، اور اپنے آپ کو ان تمام اسباب سے دور رکھے جس سے اس فعل میں واقع ہونے کا خدشہ ہو، اس فعل میں ملوث لوگوں کی

صحبت سے اپنے کو دور رکھے، جب بندہ توبہ کرتا ہے اور وہ اپنے توبہ میں صادق ہوتا ہے تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۶

***

# ما ينتفع به الميت

٨٦ - عَـنْ أَبِـيْ هُرَيْـرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُـوْلَ اللَّـهِ ﷺ قَـالَ: "إِذَا مَـاتَ الإِنْسَـانُ انْقَطَـعَ عَنْـهُ عَمَلُـهُ إِلاَّ مِـنْ ثَلاثَـةٍ: إِلاَّ مِـنْ صَـدَقَةٍ جَارِيَـةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ".

(صحيح مسلم، رقم الحديث ١٤ -(١٦٣١)، ).

## میت کے لئے نفع بخش چیزیں

86-ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب انسان مرتا ہے تو اس کا عمل اس سے منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے۔ صدقہ جاریہ، نفع بخش علم اور صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرے“۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کا عمل اس کی موت کے بعد موقوف ہو جاتا ہے اور اس کا اجر بھی لیکن تین چیزیں ایسی ہیں جن کے سبب اسے ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہی ان کا سبب ہوتا ہے، مثلا اولاد اس کی کمائی ہے، اور وہ علم چاہے وہ تعلیم کی شکل میں ہو یا تصنیف جسے اس نے چھوڑا ہے اور رہی بات صدقہ جاریہ کی تو وہ بھی اسی کا وقف کردہ ہے۔

۲-اس حدیث سے یہ علم حاصل ہوا کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو ہدیہ کرنا جائز نہیں،

کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے قرآن پڑھ کر اپنے کسی وفات شدہ رشتہ دار کو اس کا ثواب ایصال کیا ہو یا رشتہ داروں کے علاوہ بھی کسی کو اس کا ثواب ہدیہ کیا ہو، اگر ایسا ہوتا کہ اس کا ثواب ان کو پہنچتا تو آپ اس کے لئے سب سے پہلے اقدام کرتے اور اپنے امتیوں کو اس سے ضرور باخبر کرتے، تاکہ اس کے ذریعہ فوت شدہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچایا جائے، اور آپ ﷺ تو تمام مومنوں کے لئے بڑے مشفق و مہربان تھے، اور یہی نہیں اگر ایسا ہوتا تو تمام صحابہ بھی آپ کی پیروی میں یہ کام ضرور کرتے لیکن کسی ایک سے بھی قرآن خوانی کے ثواب کا مردوں کے لئے ہدیہ کرنا ثابت نہیں۔

3-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شادی کرنا فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ اس کے پاداش میں ہونے والی نیک اُولاد والدین کے لئے صدقہ جاریہ ہیں جو مرنے کے بعد ان کے لئے نفع بخش ہیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱

***

# فضل تفطير الصائمين

٨٧ - عَـنْ زَيْـدِ بْـنِ خَالِـدٍ الْجُهَنِـيِّ ﷺ قَـالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللَّـهِ ﷺ: "مَـنْ فَطَّـرَ صَـائِمًا كَـانَ لَـهُ مِثْـلُ أَجْـرِهِ غَيْـرَ أَنَّـهُ لاَ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا".

(جامع الترمذي، رقم الحديث ٨٠٧، واللفظ له، وسنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٧٤٦، وقال الإمام الترمذي عن هذا الحديث بأنه: حسن صحيح، وصححه الألباني).

## روزے داروں کو افطار کرانے کی فضیلت

807-زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی صائم کو افطار کرایا تو اسے بھی اس کے برابر ثواب ملے گا، بغیر اس کے کہ صائم کے ثواب میں سے ذرا بھی کم کیا جائے“۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ افطار کرانے کی بڑی فضیلت ہے اور دینی و دنیاوی دونوں پہلوؤں سے اس میں بڑی مصلحتیں پنہاں ہیں، اس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اونچ نیچ کے تمام امتیازات ختم ہو کر مساوات کا اعلی درس ملتا ہے، اور ساتھ ہی افطار کرانے والے کو روزے دار کا اجر گھٹائے بغیر اسے برابر اجر ملتا ہے۔

۲-قریبی رشتہ داروں کو افطار کرانے کا اجر تو اور ہی بڑھ کر ملتا ہے اس لئے کہ اس میں صلہ رحمی بھی شامل ہے، ایسے ہی محتاجوں کو روزہ افطار کرانے کا ثواب ہے اس کا بھی بڑا اجر ہے کیونکہ اس سے اس کی ضرورت بھی پوری ہو رہی ہے۔

۳- حسب استطاعت اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے، تاکہ اس کے ذریعہ دنیاوی واخروی دونوں کی سرخروئی نصیب ہو جائے۔

## راوی کا تعارف:

أبو عبد الرحمن زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، حدیبیہ میں آپ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اور فتح مکہ کے دن قبیلہ جہینہ کا جھنڈا آپ ہی اٹھائے تھے، کتب حدیث میں آپ سے تقریبا 81 حدیث مروی ہے۔

آپ مدینہ میں وفات پائے اور ایک قول کے مطابق سن 78 ھ میں کوفہ میں آپ کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر 85 سال کی تھی۔

***

# من فضائل شهر رمضان

٨٨ - عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِـكٍ ﷺ قَـالَ: دَخَـلَ رَمَضَـانُ؛ فَقَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "إِنَّ هَـذَا الشَّـهْرَ قَـدْ حَضَـرَكُمْ، وَفِيْـهِ لَيْلَـةٌ خَيْـرٌ مِـنْ أَلْـفِ شَـهْرٍ، مَـنْ حُرِمَهَـا؛ فَقَـدْ حُـرِمَ الْخَيْـرَ كُلَّـهُ، وَلاَ يُحْـرَمُ خَيْرَهَا إِلاَّ مَحْرُوْمٌ".

(سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٦٤٤، وحسنه الألباني وصححه).

## ماہ رمضان کی فضیلت

88- انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رمضان آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ مہینہ آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا وہ ہر طرح کے خیر (بھلائی) سے محروم رہا، اور اس کی بھلائی سے محروم وہی رہے گا جو (واقعی) محروم ہو“۔

## فوائد:

1- ماہ رمضان صبر اور صیام و قیام، ذکر اور تلاوت قرآن، اور جہنم سے آزادی کا مہینہ ہے، اور اس ماہ میں لیلۃ القدر ہے جس میں بھلائی کے کام کو ایک ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر قرار دیا گیا ہے، اس وجہ سے ان بھلائیوں سے محروم رہنے والا ہی حقیقت میں محروم ہے۔

2-  اس مہینہ کو مسلمانوں کو غنیمت سمجھ کر خوب عبادت کرنی چاہئے تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو جائے اور اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۳

***

# من أهم علامات المنافقين

٨٩ - عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ".

(صحيح البخاري، رقم الحديث ٣٣، واللفظ له، وصحيح مسلم، رقم الحديث ١٠٧ - (٥٩)،).

## منافق کی بڑی نشانی

89-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی تین علامتیں ہیں، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے''۔

## فوائد:

۱-اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی کرنا، گفتگو میں یا کوئی خبر بیان کرتے وقت جھوٹ بولنا، امانت میں خیانت کرنا یہ منافقین کی اہم نشانیاں ہیں۔

۲-منافق وہ ہے جو شر کو چھپائے اور خیر کا اظہار کرے، یہیں سے اس کا مفہوم ہے کفر کو چھپائے اور اسلام کا اظہار کرے۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۱

***

# إكرام حامل القرآن

٩٠ - عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ: إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرَ الْغَالِي فِيْهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ".

(سنن أبي داود، رقم الحديث ٤٨٤٣، وحسنه الألباني).

## حافظ قرآن کی تکریم

90- ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”معمر اور سن رسیدہ مسلمان کی، اور حافظ قرآن کی جو نہ اس میں غلو کرنے والا ہو، اور نہ اس سے دور پڑ جانے والا ہو، اور عادل بادشاہ کی عزت و تکریم، دراصل اللہ کے اجلال و تکریم ہی کا ایک حصہ ہے“۔

## فوائد:

۱- اس حدیث میں تین لوگوں کی تکریم کا ذکر ہے، اور یہ ان کی خوبیوں کی وجہ سے ہے، اس سے پتہ چلا کہ جو بھی ان خوبیوں سے متصف ہو وہ اسلام کی نظر میں قابل احترام ہے اور ان کا احترام اللہ کے احترام و اکرام کا ایک جزء ہے۔

۲- بوڑھے شخص کے احترام کا مطلب ہے اس پر شفقت اور نرمی برتی جائے، مجلس میں ان کو معزز مقام دیا جائے، اور صلاح و مشورہ میں ان کی رائے کا بھی

خیال کیا جائے۔

۳-حافظ قرآن کا اللہ کی نظر میں بڑا مقام ہے اور ایسے ہی انصاف پسند، عادل بادشاہ کا بھی اگر یہ اللہ کی بیان کردہ اوصاف کے حامل ہوں۔

**راوی کا تعارف:** ملاحظہ ہو حدیث نمبر:۲۸

***

والحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات، والصلاة والسلام على رسولنا محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين.